Batay Ko Nasihat

Hazrat Imam Muhammad bin Muhammad Ghazali (R.A)

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

"المدينة العلمية ۔ایک تعارف"

بحمدہٖ تعالیٰ **المدينة العلمية** ایک ایسا تحقیقی واشاعتی ادارہ ہے جو علمائے اہلسنت خصوصًا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی گراں مایہ تصنیفات کو عصر حاضر کے تقاضوں کے پیش نظر سہل ترین اسلوب میں پیش کرنے کا عزم رکھتا ہے الحمد للہ عزوجل اس انقلابی عزم کی تکمیل اپنے ابتدائی مراحل میں داخل ہو چکی ہے۔

المدينة العلمية کا منصوبہ بفضلہٖ تعالیٰ وسیع پیمانہ پر مشتمل ہے جس میں علوم مروّجہ کی تقریبًا ہر صنف پر تحقیقی واشاعتی کام شامل منشور ہے یوں وقتًا فوقتًا گراں قدر اسلامی تحقیقی لٹریچر منظر عام پر لاکر متعارف کروایا جائے گا اور علوم اسلامیہ کے محققین حضرات کے ذوق تحقیق کی تسکین کا بھی وسیع پیمانہ پر سامان کیا جائے گا نیز مرور زمانہ کی وجہ سے جن تصنیفات کا لب ولہجہ اور انداز تفہیم متاثر ہو چکا ہے ان کو نئے اسلوب وآہنگ اور جدید انداز تفہیم سے آراستہ کر کے ایک عام پڑھے لکھے فرد کیلئے قابلِ مطالعہ بنانا بھی **المدينة العلمية** کی بنیادی ترجیحات میں شامل ہے۔

امام اہلسنت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے **المدينة العلمية** ایک مضبوط ومستحکم لائحہ عمل کا حامل ہے جو اس کے قیام کی اغراض میں سے سب سے اوّلین ترجیح ہے۔امام اہلسنت رضی اللہ عنہ کی علمی وتحقیقی تصنیفات بلاشبہ علوم اسلامیہ کا شاہکار ہیں مگر عصر حاضر میں نشر واشاعت

کے جو نئے رجحانات متعارف ہو چکے ہیں ان کا تقاضہ ہے کہ علوم اسلامیہ کے ان شہ پاروں کو حواشی و تسہیل کے زیور سے آراستہ کر کے شائع کیا جائے جس سے نہ صرف یہ فائدہ ہوگا کہ ان تصنیفات کی مقبولیت میں اضافہ ہوگا بلکہ ہر عام و خاص یکساں طور پر ان سے مستفید بھی ہو سکے گا۔

اس کے علاوہ دیگر جدید و قدیم علمائے اہلسنت علیہم الرحمۃ کی تصنیفات کو مع تراجم، حواشی، تخریج اور شروح کے منظر عام پر لایا جا رہا ہے جن میں نصابی اور غیر نصابی دونوں طرح کی تصنیفات شامل ہیں، نصابی کتب کے حوالے سے یہ امر قابل ذکر ہے کہ نہ صرف دینی مدارس کی نصابی کتب پر کام ہو رہا ہے بلکہ اسکول، کالجز اور جامعات کی نصابی کتب پر بھی کام منشور میں شامل ہے اس قدر وسیع پیمانہ پر تحقیقی کام یقیناً بغیر تعاون کے ناممکن العمل ہے لہذا اسلامی علوم کے شائقین کے ہر طبقہ سے گزارش ہے کہ تحقیق و اشاعت کے اس میدان میں ہمارے ساتھ علمی و قلمی تعاون کے سلسلے میں رابطہ فرمائیے۔ آیئے مل کر علوم اسلامیہ کے تحقیقی و اشاعتی انقلاب کے لئے صف بہ صف کھڑے ہو جائیں اور اپنی قلمی کاوشوں سے اس کی بنیادوں کو مضبوط کریں۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کیلئے

Email: ilmia26@hotmail.com

P.O. Box.: 18752

فهرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	پیش لفظ	۸
۲	مہکتا مہکتا مدنی پھول	۱۱
۳	نصیحت کس پر اثر نہیں کرتی؟	۱۲
۴	علم پر عمل نہ کرنے کی مثال	۱۳
۵	صرف کتابیں جمع کرنے کا فائدہ نہیں	۱۴
۶	اسلام کی بنیاد	۱۵
۷	اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب کون؟	۱۶
۸	شان رحمت خداوندی	۱۷
۹	اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نیک اعمال	۱۸
۱۰	حصول علم اور مطالعہ کا صحیح مقصد	۱۸
۱۱	میت سے چالیس سوال	۲۰
۱۲	غیر مفید اور بے فائدہ علم	۲۰
۱۳	سعادت مند اور بدبخت	۲۱
۱۴	صرف حصول علم ہی کافی نہیں	۲۲
۱۵	اللہ تعالیٰ کو محبوب تین آوازیں	۲۴
۱۶	فرشتے کی صدا	۲۴

۱۷	اطاعت وعبادت کی حقیقت	۲۶
۱۸	مرید کے لیے لازم وضروری اُمور	۲۸
۱۹	چار ہزار احادیث میں سے صرف ایک؟	۲۸
۲۰	تیس سالہ دورِ طالب علمی کا حاصل	۲۹
۲۱	مرشد کی اہمیت وضرورت	۳۴
۲۲	علامات مرشدِ کامل	۳۵
۲۳	مرشد کا ظاہری احترام	۳۶
۲۴	مرشد کا باطنی احترام	۳۶
۲۵	تصوف کی حقیقت	۳۷
۲۶	بندگی کی حقیقت	۳۷
۲۷	توکل کی حقیقت	۳۷
۲۸	اخلاص کی حقیقت	۳۸
۲۹	اپنے علم پر عمل کی برکت	۳۸
۳۰	آٹھ اہم مدنی پھول	۴۰
۳۱	قلبی امراض میں مبتلا مریض	۴۱
۳۲	حسد کی نحوست	۴۱
۳۳	احمق کا علاج ممکن نہیں	۴۲
۳۴	نصیحت بقدر ظرف	۴۳
۳۵	نصیحت کے قابل شخص	۴۴
۳۶	وعظ و بیان کی حقیقت	۴۴

۳۷	وعظ و بیان میں کن چیزوں کا خیال رکھا جائے؟	۴۴
۳۸	امراء سے میل جول	۴۷
۳۹	امراء کے تحفے یا شیطان کا وار؟	۴۸
۴۰	اللہ تعالیٰ سے تعلق کا طریقہ	۴۹
۴۱	اللہ تعالیٰ کے بندوں سے تعلق کا طریقہ	۴۹
۴۲	علم و مطالعہ کی نوعیت	۴۹
۴۳	دنیوی و اُخروی کامیابی و نجات کا مدنی نسخہ	۴۹
۴۴	حرص و طمع سے دوری	۵۰
۴۵	دعائے خاص	۵۱
۴۶	مآخذ	۵۴

پیش لفظ

علم دین کا حصول بے شک بہت بڑی سعادت اور افضل عبادت ہے قرآن مجید فرقان حمید نے اہل علم کی فضیلت میں ارشاد فرمایا :

یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ

ترجمہ کنزالایمان : اللہ (عزوجل) تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا ہے درجے بلند فرمائے گا۔ (پ ۲۸، مجادلہ :۱۱)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے : عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمھارے ادنیٰ پر۔ (فیضان سنت ص ۲۸۹ بحوالہ سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ ج ۴ ص ۳۱۴ رقم الحدیث ۲۶۹۴ مطبوعہ دارالفکر بیروت)۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ایک فَقِیہہ (عالم) ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے۔ (فیضان سنت ص ۲۹۱ بحوالہ سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ ج ۴ ص ۳۱۲ رقم الحدیث ۲۶۹۰ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

لیکن علم وہی فائدہ مند ہے جس سے نفع اٹھایا جا سکے اس لیے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بے فائدہ علم سے اللہ کی پناہ مانگی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے : اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ۔ (الصحیح لمسلم کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ص ۱۴۵۷ رقم الحدیث ۲۷۲۲ مطبوعہ دار ابن حزم بیروت)

یعنی اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو فائدہ نہ پہنچائے۔

.لہٰذا وہی علم حاصل کیا جائے جو دنیا و آخرت میں نافع ہو اور جس علم سے کوئی

فائدہ نہ پہنچے اس سے کنارہ کشی اختیار کرلی جائے۔ امام غزالی علیہ رحمۃ الوالی سے ان کے ایک شاگرد نے اس بارے میں مکتوب کے ذریعے استفسار کیا اور ساتھ میں کچھ نصیحتوں کا بھی طالب ہوا۔ چنانچہ امام غزالی علیہ رحمۃ الوالی نے جواباً رسالہ نما مکتوب تحریر فرمایا جو'' ایھا الولد '' کے نام سے مشہور ہوا۔ اس مکتوب میں امام غزالی علیہ رحمۃ الوالی نے ایک شفیق باپ کی طرح اپنے روحانی بیٹے کو نصیحتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ کا یہ مختصر مکتوب گویا تصوف کا مختصر وجامع نصاب ہے۔ کامل توجہ کے ساتھ اس کا پڑھنا، بلکہ بار بار پڑھنا دل میں ان شاء اللہ عزوجل مدنی انقلاب برپا کردینے کا سبب ہوگا۔ شہنشاہ تصوف امام غزالی علیہ رحمۃ الوالی کا لکھا ہوا ایک ایک جملہ تاثیر کا تیر بن کر دل میں اترتا ہوا محسوس ہوگا۔

کامیابی ونجات حاصل کرنے کے لیے امام غزالی علیہ رحمۃ الوالی نے تزکیہ نفس اور اصلاح اعمال پر کافی زور دیا ہے اور مرشد کامل کی ضرورت کو اس کے لیے لازمی قرار دیا ہے جبکہ صرف حصول علم ہی کو سب کچھ سمجھ لینے والوں کو سخت تنبیہ فرمائی ہے مثلاً اس ملفوظ پر غور فرمائیں تو دل کی کیفیات بدلتی نظر آئیں گی۔

کہ ''جو علم آج تجھے گناہوں سے دور نہیں کرسکا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کا شوق پیدا نہ کرسکا تو یاد رکھ یہ کل قیامت میں تجھے جہنم کی آگ سے بھی نہ بچا سکے گا۔'' لہٰذا ہر مسلمان کو، خصوصاً طلباء کو چاہیئے کہ اول تا آخر یہ رسالہ مکمل پڑھ لیں۔

مولانا ابو النور محمد ظہور عطاری مدنی نے اس رسالہ کا اردو میں ترجمہ کیا اور مولانا محمد کامران عطاری مدنی اور مولانا محمد نوید رضا عطاری مدنی نے نظر ثانی وتصحیح فرمائی۔ ''المدینۃ العلمیۃ'' اس رسالے کو ''بیٹے کو نصیحت'' کے نام سے پیش کرنے کی

سعادت حاصل کر رہا ہے۔ دعا فرمائیں اللہ عزوجل ادارے کو مزید ترقی عطا فرمائے
امین۔

ترجمہ کی چند خصوصیات ذیل میں مندرج ہیں۔

۱۔ ترجمہ میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ امام غزالی علیہ رحمۃ الوالی کا پیغام احسن طریقے سے قاری کے دل ودماغ میں اُتر جائے۔

۲۔ عام فہم اور آسان الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔

۳۔ آیات واحادیث کی تخریج کی گئی ہے۔

۴۔ قرآنی آیات کا ترجمہ ''کنز الایمان'' سے کیا گیا ہے۔

۵۔ دلچسپی برقرار رکھنے کے لیے عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔

۶۔ احادیث وغیرہ میں بھی اعراب کا اہتمام کیا گیا ہے تاکہ عام قاری بھی حدیث شریف کے الفاظ پڑھ کر اس کی بَرَکتوں سے مالا مال ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو نافع خلائق بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

المدینۃ العلمیۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے محبت کرنے والے! بہت ہی پیارے بیٹے!

اللہ تعالیٰ تمھیں اپنی اطاعت میں لمبی عمر عطا فرمائے اور اپنے پیاروں کے رستے پر چلنا نصیب فرمائے۔ یہ بات ذہن نشین کرلو!

نصیحت کے مہکتے پھول تو سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، صاحبِ مُعطّر ومُعَنبر پسینہ، صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی احادیث وسنّت سے حاصل ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے تجھے فیض مل چکا ہے، تو پھر تجھے میری کسی نصیحت کی ضرورت نہیں اور اگر بارگاہِ مُصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے تجھے کوئی نصیحت نہیں پہنچی، تو مجھے یہ بتاؤ تم نے گزرے ایام میں کیا حاصل کیا؟

مہکتا مہکاتا مدنی پھول

اے پیارے بیٹے!

نبی کریم، رءوفٌ رّحیم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی امّت کو جو نصیحتیں ارشاد فرمائیں، اُن میں سے ایک مہکتا مدنی پھول یہ ہے۔

عَلَامَۃُ اِعْرَاضِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَنِ الْعَبْدِ اِشْتِغَالُہٗ بِمَا لَا یَعْنِیْہِ، وَ اِنَّ امْرأً ذَھَبَتْ سَاعَۃٌ مِنْ عُمْرِہٖ فِیْ غَیْرِ مَا خُلِقَ لَہٗ لَجَدِیْرٌ أَن تَطُوْلَ عَلَیْہِ حَسْرَتُہٗ، وَ مَنْ جَاوَزَ الْاَرْبَعِیْنَ وَ لَمْ یَغْلِبْ عَلَیْہِ خَیْرُہٗ شَرَّہٗ فَلْیَتَجَھَّزْ اِلَی النَّارِ۔

یعنی بندے کا غیر مفید کاموں میں مشغول ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی نظرِ عنایت پھیر لی ہے۔ اور جس مقصد کے لیے انسان کو پیدا کیا گیا ہے، اگر اس کی

زندگی کا ایک لمحہ بھی اس کے علاوہ گزر گیا تو وہ اس بات کا حقدار ہے کہ اس پر عرصہ حسرت دراز کر دیا جائے۔ اور جس کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو جائے اور اس کے باوجود اُس کی برائیوں پر اُس کی اچھائیاں غالب نہ ہوں، تو اُسے جہنّم کی آگ میں جانے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

(الفردوس بمأثور الخطاب: باب المیم ج ۳ ص ۴۹۸ رقم الحدیث ۵۵۴۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

سمجھدار اور عقلمند کے لیے اتنی ہی نصیحت کافی ہے۔

نصیحت کس پر اثر نہیں کرتی؟

اے لختِ جگر!

نصیحت کرنا تو بہت آسان ہے، مگر اس کو قبول کر کے اس پر عمل کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ کیونکہ جن لوگوں کے دلوں میں دنیاوی لذّات اور نفسانی خواہشات کا غَلَبہ ہو، ان کو نصیحت و بھلائی کی باتیں کڑوی لگتی ہیں۔ اور خُصوصاً وہ جو رسمی علم کا طالب ہو، اپنی واہ واہ چاہنے میں مشغول اور دنیاوی شُہرت کے حُصول میں مگن ہو، اس مرض کا زیادہ شکار نظر آتا ہے۔ کیونکہ وہ اس گمانِ فاسد میں مُبتَلا ہے کہ صرف حُصولِ علم ہی اس کی کامیابی اور آخرت میں نجات و چھٹکارے کے لئے کافی ہے، اس طرح وہ اپنے علم پر عمل کو لازم قرار نہیں دیتا، حالانکہ یہ تو فلسفیوں کا عقیدہ ہے۔ یہ شخص اتنا بھی نہیں جانتا کہ علم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل نہ کرنا محشر کے میدان میں شدید پکڑ کا باعث ہوگا۔ جیسا کہ اللہ کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عن کُلِّ عُیُوب، عزَّ وجلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے۔

اَشَدُّ النَّاسِ عَذَاباً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَالِمٌ لَا یَنْفَعُہُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ

قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اُس عالم کو ہوگا جس کے علم سے اللہ تعالیٰ نے اُسے

(عمل نہ کرنے کی صورت میں) کوئی فائدہ نہ دیا ہو۔

(الکفایہ فی علم الروایہ ص ۷ المکتبۃ العلمیۃ المدینۃ المنورۃ)

حضرت سیّدُ نا امام جنید بغدادی علیہ رحمۃ الھادی کو بعدِ وصال کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا، اے ابو القاسم! (بعدِ وفات آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟) کچھ ارشاد فرمایئے۔ فرمایا ''علمی اَبحاث اور علمی نِکات کی باریکیاں کام نہ آئیں مگر رات کی تنہائی میں ادا کی جانے والی نماز (تہجد) نے خوب فائدہ پہنچایا''۔

علم پر عمل نہ کرنے کی مثال

اے نُورِ نظر!

نیک اعمال سے محروم اور باطنی کمالات سے خالی نہ رہنا۔ (ظاہر و باطن کو اَخلاق حَسَنہ سے مُزیّن و آراستہ کرنا) اور اس بات کو یقینی جان کہ (عمل کے بغیر) صرف علم ہی بروز حشر تیرے کام نہ آئے گا۔ جیسا کہ ایک شخص جنگل میں ہو اور اس کے پاس دس تیز اور عمدہ تلواریں اور دیگر ہتھیار ہوں، ساتھ ہی ساتھ وہ بہادر بھی ہو اور اسے جنگ کرنے کا طریقہ بھی آتا ہو، ایسے میں اچانک ایک مُہیب اور خوفناک شیر اس پر حملہ کردے! تو تیرا کیا خیال ہے؟ کہ استعمال کے بغیر صرف ان ہتھیار کی موجودگی اُسے اِس مصیبت سے بچا سکتی ہے؟ یقیناً تُو اچھی طرح جانتا ہے کہ ان ہتھیاروں کو استعمال میں لائے بغیر اس حملے سے نہیں بچا جا سکتا۔ لہذا اس بات کو اپنے گرہ سے باندھ لو! کہ اگر کسی شخص کو ہزاروں علمی مسائل پر عُبور حاصل ہو اور وہ اس کی تعلیم بھی دیتا ہو، لیکن اس کا اپنے علم پر عمل نہ ہو، تو اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ اس بات کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے، کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو، اسے گرمی اور صفرہ کی شکایت ہو۔ اور یہ بات اس کے علم میں ہو کہ اس کا علاج سکنجبین اور کشکاب کا استعمال کرنے میں ہے۔ تو انھیں استعمال بغیر (صرف ان کی موجودگی سے) اس کا مرض کس طرح ختم ہو سکتا

ہے؟

؎ گرُ مَیٔ دُو ہزَارُ بَارُ پیِمَائی

تَامیٔ نَخُورِی نَبَاشَدُت شِیدَائی

اگر تیرے پاس کافی مقدار میں شراب موجود ہو، جب تک تو اس میں سے کچھ پی نہ لے، تجھے نشہ نہ ہوگا۔

صرف کتابیں جمع کرنے کا فائدہ نہیں

پیارے بیٹے!

اگر تو سو سال تک حُصول علم میں مصروف رہے اور ہزاروں کتابیں جمع کرلے تو غور سے سُن! جب تک تیرا اس پر عمل نہیں ہوگا، اس وقت تک تُو اللہ تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ کا مستحق نہیں بن سکتا۔

پروردگارِ عالم عزَّ وجلّ ارشاد فرماتا ہے۔

وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔ (النجم/۳۹)

ربِّ کریم عزَّ وجلّ کا ارشادِ پاک ہے۔

فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً

ترجمہ کنزالایمان: تو جسے اپنے ربّ سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیئے کہ نیک کام کرے۔

(الکھف/۱۱۰)

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ

ترجمہ کنزالایمان: بدلہ اس کا جو کماتے تھے۔ (توبہ/۸۲)

ربّ العالمین عزّ وجلّ کا ارشادِ پاک ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتۡ لَھُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِیۡنَ فِیۡھَا لَا یَبۡغُوۡنَ عَنۡھَا حِوَلًا ۝

ترجمہ کنزُ الایمان: بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے۔ وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے۔ ان سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے۔ (الکھف/۱۰۷،۱۰۸)

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا

ترجمہ کنزُ الایمان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے۔ (الفرقان/۷۰)

اور ان احادیث مبارکہ کے بارے میں تیرا کیا کہنا ہے؟ (کیا ان کو پڑھ کر بھی تجھے عمل کی ترغیب نہیں ملے گی؟)

اسلام کی بنیاد

بُنِيَ الۡاِسۡلَامُ عَلٰی خَمۡسٍ شَھَادَۃِ أَنۡ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُوۡلُ اللّٰہِ وِ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیۡتَاءِ الزَّکَاۃِ وَصَوۡمِ رَمَضَانَ وَ حَجِّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) اللہ (عزّ وجلّ) کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور جسے استطاعت ہو اس کا حج ادا کرنا۔

(سنن الترمذی: کتاب الایمان، باب. ما جاء بنی الاسلام علیٰ خمس ج ۴ ص ۲۷۵ رقم الحدیث ۲۶۱۸ دار الفکر بیروت)

اَلۡاِیۡمَانُ قَوۡلٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصۡدِیۡقٌ بِالۡجَنَانِ وَعَمَلٌ بِالۡاَرۡکَانِ

ایمان، زبان سے اقرار، دل سے تصدیق اور ارکان (اسلام) پر عمل کرنے کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب کون؟

نیک اعمال کی اہمیت اور فضیلت کے متعلق دلائل (قرآن وحدیث میں) اتنے ہیں کہ جنھیں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اگر چہ بندے کا جنّت میں داخلہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم ہی سے ہوگا، لیکن اس وقت جب وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کرتے ہوئے نیک لوگوں میں شامل ہوجائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ٥

ترجمہ کنزُالایمان: بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے۔ (الاعراف/٥٦)

اور اگر یہ کہا جائے کہ صرف صاحبِ ایمان ہونا ہی جنّت میں داخلے کے لیے کافی ہے۔ (اور عمل کی ضرورت نہیں) تو ہم کہیں گے کہ آپ کا کہنا درست ہے۔ مگر اسے جنّت میں جانا کب نصیب ہوگا؟ وہاں تک تو پہنچنے کے لیے اسے کافی دشوار گزار گھاٹیوں اور پُر خار وادیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جن میں سے پہلا مشکل ترین مرحلہ تو ایمان کی گھاٹی ہے۔ کیا خبر یہ اپنا ایمان بھی سلامت لے جانے میں کامیاب ہوگا یا نہیں؟ اور اگر (اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وقتِ نزع اس کا ایمان محفوظ رہا اور یہ) جنّت میں داخل ہو بھی گیا تو پھر بھی مفلس جنّتی ہوگا۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا۔ ”اے میرے بندو! میری رحمت سے جنّت میں داخل ہو جاؤ اور اسے اپنے اعمال کے مطابق تقسیم کرلو“۔

شانِ رحمتِ خداوندی عزَّ وجل

اے لختِ جگر!

جب تک تُو باعمل نہیں ہوگا اجر وثواب نہیں پائے گا۔ منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے

ایک عابد نے ستر سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ ربِّ کریم عزَّ وجلَّ نے ارادہ فرمایا کہ اس کی شان وعظمت فرشتوں پر ظاہر ہو، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا تاکہ اسے یہ بتادے کہ اس قدر زہد وعبادت کے باوجود تُو جنّت کا مستحق نہیں۔ چنانچہ فرشتہ اس عابد کے پاس آیا اور اللہ تعالیٰ کا پیغام سنایا۔ اس نیک شخص نے جواب دیا۔ ''اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اور ہمارا کام اس کی عبادت کرنا ہے''۔ (اب یہ خالق ومالک عزَّ وجلَّ کی مرضی ہے کہ محض اپنے کرم سے داخلِ جنّت فرمادے یا عدل کرتے ہوئے جہنّم میں جھونک دے) جب فرشتہ ربِّ کائنات عزَّ وجلَّ کی بارگاہِ عزّت میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا۔ ''میرے بندے نے کیا جواب دیا؟'' فرشتہ کہنے لگا ''یا الٰہ العالمین (عزَّ وجلَّ) تو اپنے بندے کے جواب سے بخوبی واقف ہے''۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا'' جب میرا بندہ میری عبادت سے جی نہیں چُراتا، تو میری شانِ کریمی کا تقاضا ہے کہ میں بھی اس سے نظر رحمت نہ پھیروں۔ اے فرشتو! گواہ رہو! میں نے اس کی مغفرت فرمادی ''۔

محبوبِ پروردگار، امّت کے غم خوار، بے کسوں کے مددگار، ہم غریبوں کے غم گسار، شفیعِ روزِ شُمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے۔

حَاسِبُوْا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوْا وَ زِنُوْا أَعْمَالَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُوْزَنُوْا

اس سے پہلے کہ تمہارا حساب ہو اپنا حساب خود کرلو۔ اور اپنے اعمال کا وزن کرلو قبل اس کے کہ انھیں تولا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نیک اعمال

شیرِ خُدا مولیٰ علی مشکل کشا کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں۔ ''جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ نیک اعمال اپنائے بغیر داخلِ جنّت ہوگا، تو وہ جھوٹی اُمید وآس کا شکار ہے۔ اور جس نے یہ خیال کیا کہ نیک اعمال کی بھرپور کوشش سے ہی جنّت میں داخل ہوگا، تو گویا وہ

اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مُستغنی و بے پرواہ سمجھ بیٹھا ہے''۔ اور حضرت سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں۔ ''اعمالِ حَسَنہ کے بغیر جنّت کی تمنا رکھنا گناہ سے کم نہیں''۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کا ارشاد گرامی ہے۔ ''حقیقی بندگی کی علامت یہ ہے کہ بندہ عمل پر اِترانا چھوڑ دے، نہ کہ عمل کرنا ہی ترک کردے''۔

سرکارِ دوعالم، نورِ مُجسّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مُعظّم ہے۔

اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَ عَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَ الْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَہٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ

عقل مند اور سمجھدار وہ ہے جو اپنے نفس کا مُحاسبہ کرے، اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے عمل کرے۔ اور اَحمق و نادان وہ ہے جس نے نفسانی خواہشات کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ (کی رحمت سے جنّت ملنے کی) اُمید رکھی۔

(فتح الباری: کتاب النکاح قولہ اذا دخلت لیلاً.... اِلخ ج ۹ ص ۳۴۲ دار المعرفۃ بیروت)

حُصولِ علم و مطالعہ کا صحیح مقصد

اے پیارے بیٹے!

تُو کتنی ہی راتیں کو جاگ کر حُصولِ علم میں مشغول و مصروف رہا۔ اور کتب بینی میں اپنے اوپر نیند حرام کی۔ میں نہیں جانتا کہ تیری اس محنت و مشقت کا سبب کیا تھا؟ اگر تیری نیّت دنیوی فائدے حاصل کرنے، دنیا کے منصب اور عہدوں کے پانے اور اپنے زمانے کے لوگوں پر اپنی برتری اور بڑائی ظاہر کرنے کی تھی تو، (کان کھول کر سُن لے!) تیرے لیے ''ہلاکت'' ہے، تیرے لیے ''بربادی'' ہے۔ اور اگر ان شب بیداریوں میں تیری نیّت یہ تھی کہ تو حبیبِ پروردگار، اُمّت کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، جنابِ احمدِ مُختار، عزَّ وجلَّ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی پیاری پیاری شریعت (اور سنّت) کا پیغام عام کرے گا، اپنے کردار و اخلاق

کو سنتوں کے سانچے میں ڈھالے گا۔ اور نفس امارہ، جو کہ ہمیشہ برائی کی طرف بُلاتا ہے، اس کی شرارتوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے گا تو تجھے "مُبارک" ہو، تیرے لیے "خوشی" ہے۔

کسی شاعر نے سچ ہی کہا ہے۔

سَهَرُ الْعُيُوْنِ لِغَيْرِ وَجْهِكَ ضَائِعٌ

وَ بُكَاؤُهُنَّ لِغَيْرِ فَقْدِكَ بَاطِلٌ

تیرے رُخِ زیبا کے دیدار کے علاوہ کسی غیر کے لیے ان آنکھوں کا جاگتے رہنا بیکار ہے۔ اور تیرے علاوہ کسی اور کے فِراق میں ان کا رونا باطل وعَبَث ہے۔

اے نورِ نظر !

(حدیثِ پاک میں آیا ہے۔)

عِشْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مَيِّتٌ وَ أَحْبِبْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ وَ اعْمَلْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ تُجْزٰى بِهٖ

جیسے چاہے زندگی گزارو، آخرِ کار تمہیں مرنا ہے۔ اور جس سے چاہو محبت کرو، ایک نہ ایک دن تم اس سے جدا ہو جاؤ گے۔ اور جیسا چاہے عمل کرو، بالآخر اس کا بدلہ ضرور دیئے جاؤ گے۔

اے لختِ جگر !

علمِ کلام ومُناظرہ، علمِ طبّ، علمِ دَواوین واشعار، علمِ نُجُوم وعُروض، علمِ نَحو وصَرف (جن کے حاصل کرنے کا مقصد اگر دنیوی شُہرت کا حُصول اور لوگوں پر اپنی بڑائی و برتری کا اظہار تھا) تو سوائے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں اپنی عُمر کا قیمتی وقت ضائع کرنے کے تیرے ہاتھ کیا آیا؟

میّت سے چالیس سُوال

میں نے اِنجیلِ مُقدّس میں یہ لکھا ہوا پایا، کہ حضرتِ سیّدُ نا عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ

والسّلام ارشاد فرماتے ہیں ۔ جس وقت میّت کو چارپائی پر رکھ کر قبر تک لایا جاتا ہے، اس دوران اللہ تعالیٰ اس میّت سے چالیس سُوال کرتا ہے ۔ ان میں سے پہلا سُوال یہ ہے ۔ '' اے میرے بندے! لوگوں کو حسین وجمیل نظر آنے کے لیے برسوں تو اپنے آپ کو سنوارتا رہا، لیکن جس چیز (یعنی دل) پر میری نظرِ (رحمت) ہوتی ہے ۔ اسے تُو نے ایک لمحہ بھی پاک اور صاف نہ کیا؟'' (اے انسان!) ہر روز اللہ تعالیٰ تیرے دل پر نظر کرتا اور ارشاد فرماتا ہے ۔ تیرا زیب وزینت کرنا لوگوں کو دکھانے کے لیے ہوتا ہے، حالانکہ تُو میری طرف سے حاصل کردہ بھلائیوں (نعمتوں) میں گِھرا ہوا ہے ۔ (پھر بھی میری فرمانبرداری واطاعت کی طرف مائل نہیں ہوتا؟) کیا تُو بہرہ ہو چکا ہے؟ تجھے کچھ سنائی دیتا ہے؟''

غیر مفید اور بے فائدہ علم

اے پیارے بیٹے!

علم کے بغیر عمل پاگل پن اور دیوانگی سے کم نہیں ۔ اور عمل بغیر علم کے ناممکن ہے ۔ (اس بات کو اپنی گرہ سے باندھ لو! کہ) جو علم آج تجھے گناہوں سے دُور نہیں کر سکا، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت (وعبادت) کا شوق پیدا نہ کر سکا، تو یاد رکھ! یہ کل قیامت میں تجھے جہنّم کی (بھڑکتی ہوئی) آگ سے بھی نہیں بچا سکے گا ۔ اگر آج تُو نے نیک عمل نہ کیا، (سنّتوں کے سانچے میں ڈھل کر باعمل نہ بنا) اور گزرے ہوئے وقت کا تدارُک نہ کیا، تو کل قیامت میں تیری ایک ہی پُکار ہوگی ۔

فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحاً

ترجمہ کنزُالایمان: ہمیں پھر بھیج کہ نیک عمل کریں ۔ (السّجدہ ۱۲/۱)

تو تجھے جواب دیا جائے گا، اے اَحمق ونادان! تو وہیں سے تو آ رہا ہے ۔

اے لختِ جگر!

روح میں ہمت پیدا کر، نفس کے خلاف جہاد کر اور موت کو اپنے قریب تر جان۔ کیونکہ تیری منزل قبر ہے۔ اور قبرستان والے ہر لمحہ تیرے مُنتظر ہیں۔ کہ تُو کب ان کے پاس پہنچے گا؟ خبردار! خبردار! ڈر اس بات سے کہ بغیر زادِ راہ کے تُو ان کے پاس پہنچ جائے۔

سعادت مند اور بد بخت

امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

یہ جسم پنجرے ہیں پرندوں کے لیے (یعنی ایسی سعادت مند روحوں کے لئے، جو ہر لمحہ عالم بالا کی جانب پرواز کے لئے بیتاب ہیں) یا یہ جسم اَصطبل ہیں جانوروں کے لیے (یعنی ایسی روحوں کے لئے جو نیک اعمال سے دور ہیں)

پس تُو اپنی ذات میں غور کر کہ ان دونوں میں سے تیرا شُمار کس کے ساتھ ہے؟ اگر تُو عالمِ بالا کی جانب پرواز کے لئے بیتاب پرندوں میں سے ہے۔ تَو جب تُو تُو (موت کے وقت) یہ مَسحُور و خوش کُن آواز سنے گا۔

اِرْجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ

ترجمہ کنزالایمان: اپنے ربّ کی طرف واپس ہو۔ (الفجر/۲۸)

تَو فوراً تُو بلندیوں کی طرف پرواز کرے گا۔ اور جنّت کے اعلیٰ مقام پر جا پہنچے گا۔ جیسا کہ سیّدِ اِنس و جان، رحمتِ عالمیان، نبی ذیشان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا۔

اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ (رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ)

سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت سے عرشِ رحمٰن عزَّ وجلَّ فرحت و شادمانی سے جھوم اُٹھا۔ (صحیح البخاری: کتاب مناقب الانصار، باب. مناقب سعد بن مُعاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ج ۲ ص ۵۶۰ رقم الحدیث ۳۸۰۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اور اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ تیرا شُمار جانوروں میں ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

أُولَئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ

ترجمہ کنزُالایمان: وہ چوپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ اُن سے بڑھ کر گمراہ۔ (الاعراف/۱۷۹)

پس ایسی صورت میں بے خوف نہ ہو کہ، اس دنیا سے سیدھا جہنّم کی آگ میں جانا پڑے گا۔

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ الباری کی خدمت میں ٹھنڈا پانی پیش کیا گیا۔ پیالہ ہاتھ میں لیتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہوگئی اور پیالہ دستِ مبارک سے نیچے گر گیا۔ جب کچھ دیر بعد اِفاقہ ہوا تو لوگوں نے پوچھا۔ اے ابوسعید! آپ کو کیا ہوگیا تھا؟ فرمایا مجھے جہنّمیوں کی وہ اِلتجائیں یاد آگئیں، جو وہ جنّتیوں سے کریں گے۔

اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ

ترجمہ کنزُالایمان: کہ ہمیں اپنے پانی کا فیض دو یا اُس کھانے کا جو اللہ نے تمھیں دیا۔

(الاعراف /۵۰)

صرف حُصُولِ علم هی کافی نهیں

اے پیارے بیٹے!

اگر صرف علم حاصل کرنا ہی کافی ہوتا اور اس پر عمل کی ضرورت نہ ہوتی تو صبحِ صادق کے وقت اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان بے کار رہتا۔ اور اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

هَلْ مِنْ سَائِلٍ ، هَلْ مِنْ تَائِبٍ ، هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِر

ہے کوئی اپنی حاجت طلب کرنے والا؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ ہے کوئی گناہوں سے مُعافی چاہنے والا؟ (مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ج۴ص ۶۹ رقم الحدیث ۱۱۲۹۵ دارالفکر بیروت)

ایک مرتبہ کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے محبوبِ ربِّ داور، خَلْق کے رہبر، ساقیِ کوثر، شفیعِ روزِ محشر، عزَّ وجلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے سامنے حضرت عبداللہ بن

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کا تذکرہ کیا۔ تو نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ

عبداللہ ایک اچھا شخص ہے، کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ تہجّد بھی ادا کرتا۔

(صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم، باب من فضائل عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما ص ۱۳۴۶ رقم الحدیث ۲۴۷۹ دار ابن حزم بیروت)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوّت، مخزنِ جود وسخاوت، محبوبِ ربُّ العزّت، محسنِ انسانیت عزّ وجل صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی کو ارشاد فرمایا۔

لَاتُكْثِرِالنَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَاِنَّ كَثْرَةَالنَّوْمِ بِاللَّيْلِ تَدَعُ صَاحِبَهٗ فَقِيْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

رات کو زیادہ نہ سویا کرو کیونکہ شب بھر سونے والا (نفلی عبادات نہ کرنے کے باعث) بروز قیامت (نیکیوں کے سلسلے میں) فقیر ہوگا۔ (تذکرۃ الحفاظ: المجلد الاوّل الجزء ۲ ص ۱۳۳۔ الطبقۃ التاسعۃ (الطرطوسی الحافظ البارع ابوبکر محمد بن عیسیٰ بن یزید التیمی) دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اے نورِ نظر!

(قرآنِ مجید میں یہ فرمان موجود ہے۔)

وَ مِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ

ترجمہ کنز الایمان: اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد ادا کرو۔ (بنی اسرآئیل/۷۹)

یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○

ترجمہ کنز الایمان: اور پچھلی رات استغفار کرتے۔ (ذاریات /۱۸)

یہ شکر ہے۔ (یعنی قبولیتِ توبہ کی دلیل ہے)

وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ○

ترجمہ کنزالایمان: اور پچھلے پہر سے مُعافی مانگنے والے۔ (آلِ عمران/۱۷)
یہ (اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے والوں کا) ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ کو محبوب تین آوازیں

خاتم المرسلین، رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوبِ ربِ العلمین، جنابِ صادق وامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں

ثَلَاثَۃُ اَصْوَاتٍ یُحِبُّھَا اللّٰہُ تَعَالٰی صَوْتَ الدِّیْکِ وَ صَوْتَ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَصَوْتَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَ سْحَارِ۔

اللہ تعالیٰ کو تین آوازیں پسند ہیں۔ مرغ کی آواز (جو صبح نماز کے لیے جگاتی ہے) تلاوت قرآن پاک کی آواز اور صبح سویرے اپنے گناہوں سے مُعافی طلب کرنے والے کی آواز۔
(الفردوس بماٴ ثور الخطاب: امّ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما ج ۲ ص ۱۰۱ رقم الحدیث ۲۵۳۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

فرشتے کی صدا

حضرت سیّدنا سُفیان ثوری علیہ رحمۃ الباری ارشاد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا پیدا فرمائی ہے۔ جو سَحَری کے وقت چلتی ہے۔ اور اس وقت ذکرِ الٰہی عزّ وجلّ میں مگن اور گناہوں سے مُعافی مانگنے میں مشغول، خوش نصیبوں کی آوازوں کو ربِّ کریم عزّ وجلّ کی بارگاہ میں پیش کرتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ رات شروع ہونے پر ایک فرشتہ عرش کے نیچے سے یہ ندا دیتا ہے، کہ اب عبادت گزاروں کو اُٹھ جانا چاہیے۔ چنانچہ عبادت گزار کھڑے ہو جاتے ہیں اور جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، نوافل ادا کرتے ہیں۔ جب آدھی رات گزر جاتی ہے۔ تو فرشتہ دوبارہ ندا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبرداروں کو اُٹھ جانا چاہیے۔ تو اطاعت گزار اپنے بستروں سے اُٹھ کر سَحَری تک عبادت میں مشغول رہتے ہیں

جب سَحَری کا وقت ہوتا ہے۔تو فرشتہ ایک مرتبہ پھر ندا دیتا ہے۔اب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کرنے والوں کو اُٹھ جانا چاہیے۔چنانچہ ایسے خوش نصیب اُٹھ جاتے ہیں اور اپنے ربِّ غفار عزَّ وجلَّ سے مغفرت طلب کرنا شروع کردیتے ہیں۔اور جب فجر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔تو فرشتہ پکارتا ہے۔اے غافلو! اب تو اُٹھو۔پھر یہ لوگ اپنے بستروں سے یوں اُٹھتے ہیں، جیسے مردے ہیں جنھیں ان کی قبروں سے نکال کر پھیلا دیا گیا ہے۔

اے لختِ جگر!

حضرت سیّدنا لقمان علیہ رحمۃ المنّان کی وصیتوں میں یہ بھی ہے، کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بیٹے کو ارشاد فرمایا۔

اے نورِ نظر! کہیں مرغ تجھ سے زیادہ عقل مند ثابت نہ ہو، کہ وہ تو صبح سویرے اُٹھ کر اذان دے (اپنے پروردگار عزَّ وجلَّ کو یاد کرے) اور تو (غفلت میں) پڑا سوتا رہ جائے۔

کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

لَقَدْ هَتَفَتْ فِیْ جُنْحِ لَیْلٍ حَمَامَةٌ
عَلٰی فَنَنٍ وَهْنًا وَ اِنِّیْ لَنَائِمٌ
کَذَبْتُ وَبَیْتِ اللّٰهِ لَوْ کُنْتُ عَاشِقًا
لَمَّا سَبَقَتْنِیْ بِالْبُکَاءِ الْحَمَائِمُ
وَ اَزْعَمُ اِنِّیْ هَائِمٌ ذُوْصَبَابَةٍ
لِرَبِّیْ فَلَا اَبْکِیْ وَ تَبْکِی الْبَهَائِمُ

(ترجمہ) رات کو تو فاختہ شاخ پر بیٹھی آوازیں لگا رہی ہے اور میں خوابِ غفلت کا شکار ہوں۔اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنے دعویٰ عشق میں جھوٹا ہوں۔اگر میں اللہ تعالیٰ کا سچا عاشق ہوتا، تو فاختہ رونے میں مجھ سے سبقت نہ لے جاتی۔میرا گمانِ فاسد تھا کہ میں اللہ تعالیٰ

سے خوب محبت کرنے والا ہوں۔ ہائے افسوس! کہ جانور بھی روتے ہیں اور میں محبتِ الٰہی عزّ وجلّ کا مُدّعی و دعویدار ہو کر بھی کبھی رو نہ سکا۔

اطاعت و عبادت کی حقیقت

اے پیارے بیٹے!

علم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ! ''تُو جان لے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کیا ہے؟'' (سُن لو کہ!) اللہ تعالیٰ کے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اَوامِر ونَواہی (یعنی نیکی کرنے اور برائی سے روکنے کے احکامات) کی اتباع کرنے کا نام اطاعت وعبادت ہے۔ خواہ ان کا تعلق گفتار سے ہو یا کردار سے یعنی جو کچھ کرے یا نہ کرے، بولے یا نہ بولے یہ سب کچھ شریعت کے مطابق ہونا چاہیے۔ (اس طرح کہ تیرا ہر عمل سنّتِ مُصطفٰے صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا آئینہ دار ہو۔ اگر تُو کوئی کام کرے اور وہ تجھے بظاہر عبادت معلوم ہو، لیکن اگر وہ کام سرکار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قول وفعل کے مطابق نہیں ہے تو یہ کام عبادت میں شمار نہ ہو گا بلکہ تُو گناہ گار ہو گا، خواہ وہ نماز روزہ ہی کیوں نہ ہو) مثلاً تُو عید کے دن یا اَیّامِ تشریق کو روزے رکھے گا تو گناہ گار ہو گا۔ یا غصب شدہ کپڑوں میں نماز پڑھے گا، اگرچہ یہ عبادات سے تعلق رکھتے ہیں، مگر پھر بھی تجھے گناہ ملے گا

اے لختِ جگر!

تیرا ہر عمل اور گفتگو شریعت کے مطابق ہو۔ کیونکہ ہر وہ علم وعمل جو نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شریعت کے مطابق نہیں، وہ گمراہی اور حق سے دوری ہے۔ تجھے نام نہاد صوفیوں (بے عمل پیروں) کی فریب کاری اور شعبدہ بازی وعیاری سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کیونکہ سُلوک کی منزلیں تو نفس کی لذتوں اور خواہشات کو مجاہدے کی تلوار سے کاٹنے سے طے

ہوتی ہیں نہ کہ (ان نام نہاد صوفیوں کی) کشف و کرامات اور غیر مفید حرکات و سکنات سے (کیونکہ اللہ عزّ وجل کا دوست بننے کے لیے تجھے پیر کامل کی تربیت کے مطابق مجاہدہ کرنا پڑے گا۔ جبکہ کسی بے عمل صوفی کی شعبدہ بازیوں سے متاثر ہو کر اسے اپنی کامیابی اور منزل تک رسائی کے لیے کافی قرار دینا سوائے بے وقوفی کے کچھ نہیں) اور اس بات کو بھی بخوبی سمجھ لے ! زبان کا بے باک ہونا، اور دل کا غفلت و شہوت سے بھرا ہونا اور دنیاوی خیالات ہی میں ڈوبا رہنا شقاوت و بد بختی کی علامت ہے۔ جب تک نفس کی خواہشات کو کامل مجاہدہ و ریاضت سے ختم نہیں کرے گا، اس وقت تک تیرے دل میں معرفت کی روشنی پیدا نہیں ہوگی۔

اے پیارے بیٹے !

تُو نے بعض ایسے مسائل مجھ سے دریافت کیے ہیں، جن کا جواب تحریری اور زبانی طور پر پوری طرح بیان نہیں ہوسکتا۔ اگر تُو اس حالت تک پہنچ گیا، تو خود بخود تجھے تیرا جواب مل جائے گا۔ اگر ایسا نہ ہوسکا تو ان کا جاننا محال ہے۔ کیونکہ ان کا تعلق ذوق سے ہے۔ اور ہر وہ چیز جس کا تعلق ذوق سے ہو، اسے زبانی بیان نہیں کیا جاسکتا۔ جیسے میٹھی چیز کی مٹھاس اور کڑوی چیز کی کڑواہٹ کو صرف چکھ کر ہی جانا جاسکتا ہے۔

کسی نامرد نے اپنے دوست کو تحریر کیا کہ وہ اسے مُجامعت کی لذّت سے آگاہ کرے، تو اس کے دوست نے جواباً لکھا کہ میں تو تجھے صرف نامرد سمجھتا تھا اب معلوم ہوا کہ نامرد ہونے کے ساتھ ساتھ تُو بے وقوف بھی ہے۔ اس لذّت کا تعلق تو ذوق سے ہے اگر تُو قوت مُجامعت پر قادر ہوگیا تو اس کی لذّت سے بھی آشنا ہو جائے گا وگرنہ اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔

اے لختِ جگر !

تیرے بعض مسائل تو اِسی قسم کے ہیں۔ (کہ جن کا تحریری جواب دینا ضروری نہیں) لیکن بعض پوچھے گئے مسائل ایسے بھی ہیں، جن کا جواب دیا جاسکتا ہے۔ اور ہم نے ان

مسائل کو (اپنی کتاب) احیاء العلوم وغیرہ میں تفصیل کیساتھ ذکر کیا ہے۔ جبکہ یہاں ہم ان میں سے کچھ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور بعض کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

مُرید کے لیے لازم اور ضروری اُمور

سالک (مرید) کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں۔

﴿۱﴾ ایسا صحیح عقیدہ جس میں بدعت شامل نہ ہو۔

﴿۲﴾ ایسی سچّی توبہ کہ پھر گناہوں کی طرف نہ پلٹے۔

﴿۳﴾ جو ناراض ہیں انہیں راضی رکھنا، تاکہ اس پر کسی کا کوئی حق باقی نہ رہے۔

﴿۴﴾ اتنا علمِ دین حاصل کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے اَحکامات کو بہتر طریقے سے ادا کیا جا سکے۔ پھر عُلُومِ آخرت میں سے بھی اتنا علم ہو کہ جس پر عمل کرنے سے نجات ممکن ہو

چار ھزار احادیث میں سے صرف ایک؟

حضرت سیّدُنا شیخ شبلی علیہ رحمۃ الولی نے چار سو علماء کرام کی خدمت میں رہ کر علم دین حاصل فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ میں نے چار ہزار احادیث مبارکہ پڑھیں، پھر میں نے ان میں سے ایک حدیثِ پاک کو منتخب کیا اور اس پر عمل پیرا ہوا اور باقی حدیثوں کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ میں نے اس حدیث پاک میں خوب غور وفکر کیا، تو عذابِ الٰہی عزّ وجلّ سے چھٹکارا، اور اپنی نجات وکامیابی اسی میں پائی۔ اور عُلُومِ اوّلین و آخرین کو اس میں موجود پایا۔ لہذا اسے اپنے عمل کے لیے کافی قرار دیا۔ وہ (پیاری پیاری، مہکی مہکی) حدیثِ مبارکہ یہ ہے۔ کہ رسول اکرم، رحمتِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین سے ارشاد فرمایا۔

اِعْمَلْ لِدُنْیَاكَ بِقَدْرِ مَقَامِكَ فِیْهَا وَ اعْمَلْ لِاٰخِرَتِكَ بِقَدْرِ بَقَاءِكَ فِیْهَا وَ اعْمَلْ لِلّٰهِ بِقَدْرِ حَاجَتِكَ اِلَیْهِ وَاعْمَلْ لِلنَّارِ بِقَدْرِ صَبْرِكَ عَلَیْهَا

(ترجمہ) جتنا دُینا میں رہنا ہے، اُتنا دنیا کے لیے، اور جتنا عرصہ قبروآخرت میں رہنا ہے، اُتنی قبروآخرت کی تیاری میں مشغول ہوجا۔ اور اللہ تعالیٰ کیلئے اتنا عمل کر جتنا تُو اس کامحتاج ہے۔ اور نارِ جہنّم کے لیے اتنا عمل کر جتنی تجھ میں قوتِ برداشت ہے۔

اے نورِ نظر!

جب تو اس حدیثِ پاک پر ہی عمل کرے گا، تو پھر تجھے کثرتِ علم (غیرضروری) کی کچھ ضرورت نہیں۔ (بلکہ صرف اور صرف اپنے علم پر عمل ہی کی ضرورت ہے)

تیس سالہ دورِ طالب علمی کا حاصل

ایک اور حکایت سے اپنے لیے عمل کا جذبہ حاصل کرلے، کہ حضرت سیّدُنا حاتم اصم علیہ رحمۃ الحَکَم، حضرت سیّدُنا شفیق بلخی علیہ رحمۃ الحیکے شاگردوں میں سے تھے، ایک دن حضرت سیّدُنا شفیق بلخی علیہ رحمۃ القوی نے پوچھا اے حاتم! (علیہ رحمۃ الحَکَم) تُو نے تیس سال میری صحبت میں گزارے، اتنے عرصہ میں تُو نے کیا حاصل کیا؟ حضرت سیّدُنا حاتم اصم علیہ رحمۃ الحَکَم نے جواب دیا۔ میں نے علم کے آٹھ فوائد حاصل کیے ہیں، جو کہ میرے لیے کافی ہیں۔ (کہ ان پر اخلاص واستقامت کے ساتھ عمل کی صورت میں) مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قہروغضب سے نجات پاجانے میں کامیاب ہوجاؤں گا۔ حضرت سیّدُنا شفیق بلخی علیہ رحمۃ الحیِ نے فرمایا۔ بتاؤ وہ آٹھ فوائد کون کون سے ہیں؟ حضرت سیّدُنا حاتم اصم علیہ رحمۃ الحَکَم ارشاد فرمانے لگے۔

پہلا فائدہ: میں نے لوگوں کو بنظرِ غور دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک کا کوئی نہ کوئی محبوب ومعشوق ہے، جس سے وہ محبت کرتا ہے اور عشق کا دم بھرتا ہے، لیکن لوگوں کے محبوب ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی مرضِ الموت تک ساتھ دیتے ہیں اور کچھ قبر تک ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک واپس لوٹ آتا ہے۔ اور اسے قبر میں تنہا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ان میں سے کوئی بھی اس کے ساتھ قبر میں نہیں جاتا۔ لہٰذا میں نے غوروفکر کیا اور اپنے

آپ سے کہا۔ بندے کا سب سے اچھا محبوب اور بہترین دوست تو وہ ہے جو اس کے ساتھ قبر میں جائے اور وہاں کی وحشت وگھبراہٹ کی گھڑیوں میں اس کا مُونس اور غم خوار ہو، تو مجھے سوائے ''نیک اعمال'' کے کوئی اس قابل نظر نہ آیا تو میں نے نیک اعمال سے دوستی کر لی۔ (سنّتوں کا عامل بنا) تاکہ یہ میری قبر کو روشن کریں اور مجھے ان سے اُنس ملے اور یہ مجھے تنہا نہ چھوڑیں۔

دوسرا فائدہ : میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور اپنے نفس کی ہر خواہش کو پورا کرنے کیلئے بڑی تیزی سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ میں نے ربِّ کریم عزَّ وجلّ کے اس ارشادِ گرامی میں غور وفکر کیا۔

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىo فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰىo

ترجمہ کنزُ الایمان: اور جو اپنے ربّ کے حُضور کھڑے ہونے سے ڈرا، اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنّت ہی ٹھکانہ ہے۔ (النّزٰعٰت/۴۱،۴۰)

مجھے یقین ہے کہ قرآنِ حکیم حق، اور اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے۔ لہذا میں نے اپنے نفس کی مخالفت شروع کر دی۔ اور ریاضت ومجاہدات کی طرف مائل ہوا۔ اور نفس کی کوئی خواہش اس وقت تک پوری نہ کی، جب تک یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں راضی نہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس نے اَحکامِ الٰہی عزَّ وجلّ کے سامنے اپنے سر کو جھکا دیا۔ اور سچا مطیع وفرمانبردار بن گیا۔

تیسرا فائدہ: میں نے دیکھا ہر آدمی دنیاوی مال ودولت جمع کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اور پھر بڑا خوش ہے کہ اس کے پاس بہت سامان ومتاع ہے۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ پاک پر غور کیا۔

مَاعِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَاعِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ

ترجمہ کنزُالایمان: جو تمھارے پاس ہے ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہے گا۔
(النحل/۹۶)

تو میں نے جو کچھ جمع کیا تھا، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مسکینوں میں تقسیم کر دیا تا کہ یہ ربِّ کریم عزّ وجلّ کے پاس ذخیرہ ہو جائے، اور مجھے آخرت میں اس سے فائدہ پہنچے۔

چوتھا فائدہ: میں نے دیکھا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شان وشوکت اور عزّت وشرافت کا معیار بڑی قوم اور قبیلے سے تعلق رکھنے کی بنا پر ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے لوگ اپنے آپ کو معزّز ومکرّم سمجھتے ہیں۔

بعض کا گمان یہ ہے کہ دولت کی فراوانی اور کثرتِ اہل وعیال سے عزّت ملتی ہے۔ ایسے لوگ اپنی دولت اور اولاد پر فخر کرتے ہیں۔

بعض لوگ ایسے ہیں، جو اپنی عزّت وشرافت دوسروں کا مال لوٹنے، ان پر ظلم کرنے اور ان کا خون بہانے میں سمجھتے ہیں۔

بعض لوگوں کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ مال ضائع کرنے اور اِسراف وفُضول خرچی ہی میں عزّت وبزرگی پوشیدہ ہے۔ جب میں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ مبارک پر غور کیا۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

ترجمہ کنزُالایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ ہے، جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ (الحجرات / ۱۳)

تو میں نے تقوٰی اور پرہیز گاری کو اختیار کیا۔ اور میں نے یقینِ کامل کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام حق اور سچ ہے، جبکہ لوگوں کے گمان اور نظریات سب کے سب جھوٹے اور باطل ہیں۔

پانچواں فائدہ: میں نے دیکھا کہ لوگ ایک دوسرے کی برائی بیان کرتے ہیں۔ اور خوب غیبت کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کے اسباب پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ

حسد کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اور اس حسد کی اصل وجہ شان وعظمت، مال ودولت اور علم ہے تو میں نے قرآنِ کریم کی اس آیت پر غور کیا۔

نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَہُمۡ مَّعِیۡشَتَہُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا

ترجمہ کنزالایمان: ہم نے ان میں ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا۔

(الزخرف / ۳۲)

لہٰذا میں نے اس بات کو بخوبی جان لیا کہ مال ودولت، شان وعظمت کی تقسیم اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے فرما دی ہے (کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے لیے جو چاہا مقدر فرما دیا اور اس میں کسی کو کچھ اختیار نہیں) اس لیے میں کسی سے حسد نہیں کرتا اور ربِّ کریم عزَّ وجلَّ کی تقسیم وتقدیر پر راضی ہوں۔

چھٹا فائدہ: میں نے لوگوں پر نگاہ ڈالی، تو ہر ایک کو ایک دوسرے سے کسی غرض اور سبب کی وجہ سے عداوت ودشمنی کرتے پایا۔ لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک پر خوب غور وفکر کیا۔

اِنَّ الشَّیۡطَانَ لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡہُ عَدُوًّا

ترجمہ کنزالایمان: بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے، تو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔ (فاطر/۶)

پس یہ بات مجھ پر ظاہر ہوئی کہ سوائے شیطان کے کسی اور سے (اپنی ذات کے لیے) دشمنی نہیں رکھنی چاہیے۔ (تو مجھے اپنے دشمن کا سراغ مل گیا اور اس کے سوا کسی سے دشمنی نہ رہی)

ساتواں فائدہ: میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ہر شخص روزی اور مَعاش کی تلاش میں کافی محنت اور کوشش کے ساتھ سرگرداں ہے۔ اور اس سلسلے میں حلال وحرام کی بھی تمیز نہیں کر رہا بلکہ مشکوک اور حرام کمائی کے حُصول کے لئے ذلیل وخوار ہو رہا ہے۔ لہٰذا میں نے ربِّ کریم عزَّ وجلَّ کے اس ارشادِ گرامی میں غور وفکر کیا۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا

ترجمہ کنزالایمان: اور زمین پر چلنے والا کوئی (جاندار) ایسا نہیں، جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ (ھود/٦)

پس یہ بات مجھ پر روشن ہوئی کہ میرا رزق اللہ تعالیٰ پر ہے اور میرے پروردگار عزّ وجلّ نے اسے اپنے ذمہ لیا ہے۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوگیا۔ اور غیر کے خیال کو اپنے دل سے نکال دیا۔

آٹھواں فائدہ: میں نے دیکھا کہ ہر شخص کسی نہ کسی پر بھروسہ کئے ہوئے ہے کسی کا بھروسہ درھم و دینار پر ہے، تو کسی کا مال و سلطنت پر اور کسی کا صنعت و حرفت پر اور کوئی تو اپنے جیسے لوگوں پر بھروسہ کیے ہوئے ہے۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ مبارک سے رہنمائی حاصل ہوئی۔

وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔ بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔ (الطلاق/٣)

پس میں نے اللہ تعالیٰ ہی پر توکّل و بھروسہ کیا۔ وہی میرے لیے چارہ ساز ہے۔ اور وہ بہترین کارساز ہے۔

جب حضرت سیّدنا شفیق بلخی علیہ رحمۃ الغنی نے یہ فائدے سماعت فرمائے، تو ارشاد فرمایا (اے حاتم! علیہ رحمۃ الحکم) اللہ تعالیٰ تجھے (ان پر اخلاص و استقامت کے ساتھ عمل کرنے کی) توفیق سے مالا مال فرمادے۔ میں نے تورات و انجیل، زبور اور قرآن مجید کی تعلیمات پر غور کیا، تو ان چاروں مقدّس آسمانی کتابوں کو انہی آٹھ فوائد پر مشتمل پایا۔ لہٰذا جس خوش نصیب نے ان

پر عمل کیا، گویا اس نے ان چاروں کتابوں پر عمل کیا۔

مرشد کی اہمیت و ضرورت

اے لختِ جگر!

ان دونوں حکایتوں سے معلوم ہوا کہ تجھے زیادہ اور غیر ضروری علم کی ضرورت نہیں (بلکہ اپنے علم پر عمل کی سخت ضرورت ہے) اب میں تمھیں ان اُمور سے آگاہ کرتا ہوں کہ سالکِ طریقِ حق (اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلنے والے مرید) کے لیے کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ یہ بات ذہن نشین کرلے کہ سالک کو شیخ کی ضرورت ہے۔ جو اس کی رہنمائی اور تربیّت کرنے والا ہو، تاکہ اس کے بُرے اَخلاق کو نکال کر اسے اچھے اَخلاق سے مزیّن کر دے۔

تربیت کی مثال بالکل اس طرح ہے، کہ جس طرح ایک کسان کھیتی باڑی کے دوران اپنی فصل سے غیر ضروری گھاس، جڑی بوٹیاں نکال دیتا ہے تاکہ فصل کی ہریالی اور نشو ونما میں کمی نہ آئے۔ اسی طرح سالکِ راہِ حق (مرید) کے لیے شیخ (مرشدِ کامل) کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ جو اس کی اَحسن طریقے سے تربیت کرے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے اس کی رہنمائی کرے۔ ربِّ کریم عزَّ وجلّ نے انبیاء اور رسولوں علیھم الصّلوۃ والسّلام کو لوگوں کی طرف اس لیے مَبعُوث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ بتائیں، مگر جب آخری رسول، نبی مقبول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم اس جہاں سے پردہ فرما گئے اور نُبُوَّت و رسالت کا سلسلہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم پر ختم ہوا، تو اس منصبِ جلیل کو خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین نے بطورِ نائب سنبھال لیا اور لوگوں کو راہِ حق پر لانے کی سعی و کوشش فرماتے رہے۔

علاماتِ مُرشدِ کامل

وہ شیخ (پیرِ کامل) جو نبی اکرم، شاہ بنی آدم صلّی تعالیٰ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نائب بننے کی صلاحیت رکھتا ہو، اس کے لیے شرط ہے کہ وہ عالم ہو۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ ہر عالم، پیارے مُصطفےٰ صلّی تعالیٰ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نائب بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اب ہم پیرِ کامل کی بعض علامات مختصراً ذکر کرتے ہیں، تا کہ ہر کوئی یہ دعوٰی نہ کر بیٹھے کہ وہ پیرِ کامل ہے۔ کہ شیخِ کامل وہی ہے جس کے دل میں دنیا کی محبت اور عزّت و مرتبے کی چاہت نہ ہو۔ اور وہ ایسے مرشدِ کامل سے بیعت ہو، جو نورِ بصیرت سے مالا مال ہو اور اس کا سلسلہ رحمتِ عالم، نورِ مجسّم، دافعِ بَلا واَلم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم تک متصل اور ملا ہوا ہو۔ کم کھانے، کم سونے، کم بولنے، کثرتِ نوافل، زیادہ روزہ رکھنے اور صدقہ کرنے جیسے (نیک) اعمال سے نفس کشی کر چکا ہو، اور وہ پیرِ کامل اپنے شیخ کی کامل اتباع کے سبب صبر، نماز، شکر، توَکّل، یقین، سخاوت، قناعت، طمانیتِ نفس، حِلم، تواضع، علم، صِدق، وفا، حیاء، وقار و سکون جیسے اوصاف حمیدہ کا پیکر ہو، پس جب پیرِ کامل ان اوصاف سے مُتّصِف ہو گیا، تو وہ حُضورِ پرنور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے انوارِ مبارکہ میں سے ایک نور بن گیا اور اب وہ اس مقام کو پہنچ گیا ہے کہ اس کی اِقتداء کی جائے۔ (اور اس کی بیعت و مریدی کو دنیا و آخرت کی کامیابی و سعادت کا ذریعہ سمجھا جائے) ایسے پیرِ کامل کا پایا جانا بہت ہی مشکل ہے۔ اور اگر (ربّ عزّ وجل کی رحمت سے) خوش قسمتی و سعادت مندی ساتھ دے، اور ان اوصاف سے مُتّصِف پیرِ کامل تک رسائی ہو جائے اور وہ پیرِ کامل بھی اسے اپنے مریدوں میں قبول فرما لے، تو اب اس مرید کے لیے لازمی اور ضروری ہے کہ اپنے پیرِ کامل کا ظاہراً اور باطناً، موجودگی اور غیر موجودگی ہر طرح سے ادب واحترام بجالائے۔

مرشد کا ظاہری احترام

ظاہری احترام یہ ہے کہ شیخ سے کبھی بحث و مباحثہ نہ کرے۔اگر چہ تیرا علم ناقص یہ بتائے کہ شیخ نے غلطی ہورہی ہے (تو اسے اپنے فہم کی غلطی سمجھ) مگر شیخ کی بات پر اعتراض نہ کرے۔شیخ کے سامنے کچھ بچھا کر نہ بیٹھے۔(کہ نمایاں نظر آئے بلکہ عجز و انکساری کا پیکر بنا رہے) ہاں فرض نمازوں کے وقت اپنی جائے نماز بچھا سکتا ہے۔اور نماز سے فارغ ہوتے ہی اپنا مُصلّیٰ فوراً لپیٹ دے۔اور شیخ کی موجودگی میں کثرتِ نوافل سے گریز کرے۔(بلکہ مرشد کی صحبت کو اپنے لیے بہت بڑی سعادت مندی تصور کرے) شیخ کے ہر حکم پر اپنی وسعت و طاقت کے مطابق عمل کرے۔

مرشد کا باطنی احترام

باطنی احترام یہ ہے کہ شیخ سے ظاہری طور پر جو کچھ سنے یا ان کی موجودگی میں کسی چیز کا اقرار کرے تو اب باطن (مُرشد کی غیر موجودگی) میں اپنے کسی قول یا عمل سے اس کے خلاف ہرگز نہ کرے ورنہ منافق کہلائے گا۔اگر ایسا نہیں کرسکتا تو اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ شیخ کی صحبت سے کنارہ کش ہو جائے ۔ یہاں تک کہ اس کا باطن اس کے ظاہر کے موافق ہو جائے۔سالک (مرید) کو چاہیے کہ بُرے اور بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے دور رہے تا کہ دل سے شیطانی وسوسے، خواہ جنوں کی طرف سے ہوں یا انسانوں کی طرف سے، دور ہو جائیں۔ شیطان کے شر سے دل کو پاک رکھنے کا یہی طریقہ ہے۔اور (مرید کو چاہیے کہ) ہر حال میں فقر کو مالداری پر ترجیح دے۔

تصوُّف کی حقیقت

(تُو نے تَصوُّف کے متعلق پوچھا ہے، تَو) جان لو! کہ تَصوُّف کی دو اہم خصلتیں ہیں

﴿۱﴾ استقامت ﴿۲﴾ مخلوق کے ساتھ حسنِ اَخلاق سے پیش آنا

جس نے اِستِقامت اختیار کی اور لوگوں سے بُردباری اور حُسنِ سُلُوک و خوش اَخلاقی سے پیش

آیا تو وہ صوفی ہے۔ اور اِستقامت سے مراد یہ ہے کہ اپنے نفس کی خواہش کو اپنے ہی نفس کی بھلائی کے لیے قربان کردے۔ لوگوں کے ساتھ حُسنِ اَخلاق سے مراد یہ ہے کہ ان پر اپنے نفس کی خواہش اور مرضی چلانے کی کوشش نہ کرے، بلکہ لوگوں کی خواہشات کا احترام کرے بشرطیکہ وہ شریعت کی مخالفت نہ کریں۔ (اگر خلافِ شرع کاموں کی تکمیل تجھ سے کروانا چاہیں، تو ان کا کہنا نہ مان کیونکہ خالق عزَّ وجلَّ کی مَعصِیت اور نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں)

بندگی کی حقیقت

پھر تُو نے مجھ سے بندگی کے متعلق دریافت کیا ہے۔

بندگی تین چیزوں کا نام ہے۔

﴿۱﴾ اَحکامِ شریعت کی پابندی کرنا۔

﴿۲﴾ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ قضا وقدر اور تقسیم پر راضی رہنا۔

﴿۳﴾ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنے نفس کی خواہشات کو قربان کردینا۔

تَوکُّل کی حقیقت

تیرا ایک سوال تَوکُّل سے متعلق ہے۔ تَوکُّل یہ ہے کہ اس بات پر تیرا پختہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے یعنی جو کچھ تیرے مقدر میں لکھ دیا ہے، وہ ہر حال میں تجھے مل کر رہے گا۔ اگرچہ پوری دنیا اس کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کوشش کرے، تب بھی اس کو روکا نہیں جاسکتا۔ لیکن جو کچھ تیری تقدیر میں نہیں لکھا، اس (کو حاصل کرنے) کے لیے تُو اور سارا جہاں مل کر جتنی چاہے محنت وکوشش کریں وہ تجھے ہرگز ہرگز نہیں ملے گا۔

اخلاص کی حقیقت

تو نے یہ بھی پوچھا ہے کہ اِخلاص کیا ہے؟

سُن لو! اخلاص اسے کہتے ہیں کہ تیرا ہر عمل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو، نہ لوگوں کی تعریف وتوصیف کی تجھے خواہش ہو اور نہ ہی مذمّت و برائی کی پرواہ ہو۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لو! کہ ریاکاری لوگوں کی (طرف سے اپنی) تعظیم وتوقیر (کی خواہش رکھنے کی وجہ) سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ تُو تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طاقت وقدرت کے سامنے مُسخّر خیال کرے اور یہ گمان کرلے کہ انھیں جمادات کی طرح نفع، نقصان پہنچانے میں (سوائے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے) کوئی اختیار نہیں۔ اور جب تک تُو ایسا نہیں کرے گا، تجھے ریاکاری جیسی خطرناک اور بُری بیماری سے نجات نہیں مل سکتی۔

اپنے علم پر عمل کی بَرکت

اے نورِ نظر!

تیرے باقی سوال ایسے ہیں جن میں سے کچھ کے جوابات ہماری تصنیف کردہ کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ انھیں وہاں سے تلاش کرلو۔ اور کچھ سوال ایسے ہیں جن کا جواب لکھنا ممنوع ہے۔ جتنا علم تیرے پاس ہے اس پر عمل کرتا کہ تُو جو کچھ نہیں جانتا وہ تجھ پر ظاہر وروشن ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب، دانائے غُیُوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ خُوشبُودار ہے۔

مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

جس نے اپنے علم پر عمل کیا اللہ تعالیٰ اسے ایسا علم عطا فرمائے گا جو وہ پہلے نہ جانتا تھا۔

(حلیۃ الاولیاء (۴۵۵: احمد بن ابی الحواری) ج ۱۰ ص ۱۳ رقم الحدیث ۱۴۳۲۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اے لختِ جگر!

آج کے بعد تمھیں جو مشکل مرحلہ پیش آئے تو دل کی زبان کے علاوہ مجھ سے نہ

پوچھنا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَوْاَنَّهُمْ صَبَرُوْاحَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا۔ (الحجرات/۵)

حضرت سیّدنا خضر علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اس ارشادِ پاک سے نصیحت حاصل کرلو۔

فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰی اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔

(الکھف /۷۰)

پیارے بیٹے!

جلد بازی سے کام مت لے، جب وقت مناسب آئے گا سب کچھ تجھ پر روشن ہوگا اور تو دیکھ لے گا۔

سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ.

ترجمہ کنزالایمان: اب میں تمھیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا مجھ سے جلدی نہ کرو۔

(الانبیاء/۳۷)

لہٰذا وقت سے پہلے سوال مت کر! اور یہ یقین کرلے کہ بغیر سفر کیے تو اپنی نزل تک نہیں پہنچ سکے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا

ترجمہ کنزالایمان: اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے۔ (روم/۹)

اے نورِ نظر !

اللہ تعالٰی کی عظمت و جلال کی قسم ! اگر تُو نے سفر اختیار کرلیا، تو ہر منزل پر عجائب و غرائب کا نظارہ کرے گا۔ اپنے دل و جان کو اس راہ پر قربان کردے تاکہ تجھے تیرا مقصد حاصل ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت سیّدُنا ذوالنُّون مصری علیہ رحمۃ الباری نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا تھا، اگر جان کی بازی لگانے کی ہمّت ہے تو (حلقہ صوفیاء میں) آ جا، ورنہ محض (نام نہاد) صوفیوں کی خوش کن باتوں میں مت آ۔

آٹھ اہم مدنی پھول

اے لختِ جگر !

میں تجھے آٹھ نصیحتیں کرتا ہوں انہیں قبول کرلے، کہیں ایسا نہ ہو کہ میدانِ محشر میں تیرا علم تیرا دشمن بن جائے۔ ان آٹھ نصیحتوں میں سے چار ایسی ہیں، جنھیں اپنانا لازمی ہے اور چار ایسی ہیں، جن کو ترک کرنا ضروری ہے۔ جن چار امور سے دوری لازم ہے وہ یہ ہیں۔

پہلی نصیحت : جہاں تک ہو سکے کسی سے کسی مسئلہ میں مناظرہ (اور بحث ومباحثہ) نہ کرنا۔ کیوں کہ اس میں بہت ساری آفتیں و مصیبتیں ہیں۔ اور فائدے سے زیادہ نقصان (اس میں پوشیدہ) ہے۔ اس بحث و مباحثہ سے ریا، تکبّر ، حسد، کینہ، بغض وعداوت ، دشمنی اور فخر جیسی مذموم اور بُری عادات پیدا ہوتی ہیں۔ اگر تیرے اور کسی دوسرے شخص یا گروہ کے درمیان کوئی مسئلہ درپیش ہو اور تیری نیّت اور خواہش یہ ہو کہ حق کو ظاہر کر دیا جائے، کہ خاموش رہنے کی وجہ سے کہیں حق ضائع نہ ہو، تو اب بحث ومبَاحثہ کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن تیرے اس ارادے اور نیّت کے درست ہونے کی دو علامات ہیں۔

﴿۱﴾ تیرا مقصد صرف اور صرف یہ ہو کہ حق ظاہر ہو، خواہ وہ تیری زبان سے ظاہر ہو یا دوسرے کی زبان سے، اس بارے میں تجھے تشویش نہ ہو۔

﴿۲﴾ مجمعِ کثیر کے بجائے تنہائی میں اس مسئلے پر بحث کو تُو بہتر سمجھے۔
(اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو یقین کر لے کہ شیطان لعین اس بظاہر نیک کام کی آڑ میں تجھے کافی سارے خطرات و مشکلات میں پھنسانا چاہتا ہے)

قلبی امراض میں مبتلا مریض

اب میں ایک بہت اہم بات بتا رہا ہوں توجہ سے سنو! مشکلات و مسائل کے بارے میں سُوال کرنا گویا طبیب کے سامنے اَمراضِ قلب کو بیان کرنا ہے۔ اور اس کا جواب دینا گویا دل کی بیماری کی شفاء کے لیے کوشش کرنا ہے۔ یقین کر لو! کہ جاہل لوگ ایسے مریض ہیں جن کے دل بیمار ہیں۔ جبکہ علماء کرام طبیب اور حکیم کی مانند ہیں۔ ناقص عالم صحیح علاج نہیں کر سکتا۔ اور کامل عالم بھی ہر مریض کا علاج نہیں کرتا۔ بلکہ اس مریض کا علاج کرتا ہے جس کے بارے میں امیدِ غالب ہو کہ وہ تجاویز و علاج قبول کرے گا۔ اگر مریض کی بیماری پرانی اور دائمی ہو تو اس کا مرض، علاج قبول نہیں کرتا، تو اچھا طبیب وہ ہے جو اس موقع پر یہ کہہ دے کہ تیرا علاج ممکن نہیں۔ کیونکہ ایسے مریض کو دوا دینے میں مشغول ہونا قیمتی عمر ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ پھر اس بات کو بخوبی سمجھ لے! کہ جہالت میں مبتلاء مریضوں کی چار قسمیں ہیں جن میں سے ایک کا علاج ممکن ہے۔ باقی تین لاعلاج ہیں۔

حسد کی نُحوست

ناقابل علاج مریضوں میں سے پہلا مریض وہ ہے، جو اعتراض اور حسد و بغض کی غرض سے سُوال کرتا ہے۔ اگرچہ تُو اس کا جواب بڑے اَحسن طریقہ سے، نہایت ہی عمدگی اور وضاحت سے دے گا، لیکن اس کے بغض و عداوت اور حسد میں مزید اضافہ ہوتا ہی چلا جائے گا۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ تُو اس کا جواب ہی نہ دے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

کُلُّ الْعَدَاوَۃِ قَدْ تُرْجَی اِزَالَتُھَا

اِلَّاعَدَاوَۃَ مَنْ عَادَاکَ عَنْ حَسَدٍ

یعنی ہر عداوت کے خاتمے کی اُمید کی جاسکتی ہے، مگر جس دشمنی کی بنیاد حسد پر ہو اس کا خاتمہ ممکن نہیں۔

پس تیرے لیے ضروری ہے کہ تو ایسے (مریض کو) اس کے مرض سمیت چھوڑ دے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیَاۃَ الدُّنْیَا ○

ترجمہ کنزُالایمان: تو تم اس سے منہ پھیر لو، جو ہماری یاد سے پھرا۔ اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی۔ (النجم /۲۹)

حاسد سے جو کچھ تُو کہے یا اس کے لیے جو کچھ کرے (تو تیرے ہر قول و فعل سے) اس کے علم کی کھیتی میں مزید آگ بھڑک اُٹھے گی۔

تاجدارِ حرم، نبی مکرّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے

اَلْحَسَدُ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ

حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

(سنن ابن ماجہ : کتاب الزھد باب الحسد ج ۴ ص ۴۳ ۷ رقم الحدیث ۴۲۱۰ دار المعرفۃ بیروت)

احمق کا علاج ممکن نہیں

ناقابل علاج مریضوں میں سے دوسرا وہ ہے، جس کی بیماری کا سبب حماقت ہو۔

کیونکہ حماقت کا علاج بھی ممکن نہیں۔ جیسا حضرت سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشادِ مبارک ہے۔

اِنِّی مَا عَجَزْتُ عَنْ اِحْیَاءِ الْمَوْتٰی وَقَدْ عَجَزْتُ مِنْ مُعَالَجَۃِ الْاَحْمَقِ

یعنی میں (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) مُردوں کو تو زندہ کرنے کی قدرت اور طاقت

رکھتا ہوں لیکن اَحمق کے علاج سے عاجز ہوں۔

ایسا اَحمق تھوڑا عرصہ طلبِ علم میں مشغول ہوتا ہے اور عُلُومِ عقلیہ و شرعیہ میں سے کچھ حاصل کرلیتا ہے۔ پھر اپنی حماقت کے باعث اُن جید علماء کرام پر سوالات و اعتراضات کرنے لگتا ہے، جنہوں نے اپنی عمرِ عزیز عُلُومِ عقلیہ و شرعیہ کی خدمت میں صرف کردی ہے۔ اور یہ گمان کرتا ہے کہ جو بات "میں" نہ سمجھ سکا، ہر بڑا عالم اس کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس اَحمق کو اتنا بھی علم نہیں کہ اس کا اعتراض سراسر حماقت و نادانی پر مشتمل ہے۔ ایسے شخص سے بھی الگ رہنا چاہیے اور اس کے سوال پر توجہ نہ دینا چاہیے۔

نصیحت بقدر ظرف

تیسری قسم کا لا علاج بیمار وہ ہے، جو حق کا مُتلاشی تو ہو، مگر بزرگوں کی باتیں پوری طرح سمجھ نہیں پاتا اور اسے اپنی کم فہمی تصور کرتا ہے۔ ایسا شخص سُوال تو سیکھنے کی غرض سے کرتا ہے، لیکن کند ذہن اور کم عقل ہونے کے باعث وہ حقیقت جاننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ لہٰذا ایسے شخص کو بھی جواب نہ دینے ہی میں عافیت ہے۔ جیسا کہ نبی کریم، رؤف ورّحیم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں

نَحۡنُ مَعَاشَرَ الۡاَنۡبِیَاءِ اُمِرۡنَا اَنۡ نُکَلِّمَ النَّاسَ عَلٰی قَدۡرِ عُقُوۡلِهِمۡ

ہمگر وہ انبیاء (علیھم الصّلوٰۃ والسّلام) کو حکم دیا گیا ہے، کہ لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کریں۔

نصیحت کے قابل شخص

چوتھی قسم کا مریض جس کا علاج ممکن ہے، وہ ایسا مریض ہے جو رُشد وہدایت کا طلب گار ہو۔ عقل مند اور معاملہ فہم ہو۔ حسد اور غضب وغصہ اس پر غالب نہ ہوں، شہوت و نفس پرستی، جاہ وجلال اور مال ودولت کی محبت سے اس کا دل خالی ہو، راہ حق اور سیدھے

راستے کا طالب ہو، اس کا سوال اور اعتراض، حسد، پریشان کرنے اور آزمائش کی وجہ سے نہ ہو تو ایسے آدمی کا مرض قابل علاج ہے۔ چنانچہ ایسے شخص کے سوالات کا جواب دیا جائے۔ بلکہ تیرے لیے لازم ہے کہ تو اس کا مسئلہ حل کر دے۔

وعظ و بیان کی حقیقت

دوسری نصیحت : جن چار باتوں سے دور رہنا ضروری ہے، ان میں سے دوسری بات یہ ہے کہ (بے عملی کی صورت میں) وعظ و نصیحت کرنے سے اجتناب کر۔ کیونکہ اس میں بڑی آفتیں اور نقصان ہیں۔ مگر جب تیرا اپنے بیان و تقریر پر عمل ہو، تو اب لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا درست ہے۔ (کہ اس صورت میں تیری زبان میں تاثیر پیدا ہو گی) حضرت سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے پروردگارِ عالم عزّ وجلّ نے جو ارشاد فرمایا، اس میں خوب غور و فکر کرتا کہ نصیحت حاصل کر سکے۔

يَاابْنَ مَرْيَمَ عِظْ نَفْسَكَ فَاِنِ اتَّعَظَتْ فَعِظِ النَّاسَ وَاِلَّا فَاسْتَحِ مِنِّى

اے ابن مریم! اپنے نفس کو نصیحت کر، اگر اس نے نصیحت قبول کر لی، تو پھر لوگوں کو نصیحت کرنا، ورنہ مجھ سے حیا کرو۔ (احیاء العلوم : کتاب العلم، الباب السادس فی آفات العلم الخ ج ۱ ص ۹۱ دار صادر بیروت)

وعظ و بیان میں کن چیزوں کا خیال رکھا جائے؟

اگر معاملہ ایسا ہو کہ تجھے وعظ و بیان کرنا ہی پڑے تو دو باتوں سے پرہیز کرنا۔

پہلی بات : وعظ و بیان میں تَصَنُّع و بناوٹ، خوش کن عبارات، رنگین بیانی اور فُضول اشارات سے اجتناب کرنا۔ غیر مستند واقعات اور فُضول شعر و شاعری سے بھی پرہیز کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ تَصَنُّع اور بناوٹ سے کام لینے والوں کو ناپسند فرماتا ہے۔ کلام میں تَکَلُّف یا نُمود و نُمائش کا حد سے تجاوُز کرنا باطن کے خراب ہونے اور دل کی غفلت پر دلالت کرتا ہے۔ بیان کا

مقصد (اپنی قابلیت کا اظہار نہیں بلکہ) یہ ہے کہ بندہ آخرت کی تکالیف و عذاب کو بھلا نہ پائے، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں جو کوتاہیاں سرزد ہوئیں انہیں یاد کرے، فُضول ولایعنی کاموں میں ضائع کردہ اپنی عمر پر افسوس کرے، اور پیش آنے والے دشوار گزار مراحل کے بارے میں غور وفکر سے کام لے کہ ایمان پر خاتمہ نہ ہوا، تو کیا بنے گا؟ مَلَکُ الموت حضرت سیّدُ نا عزرائیل علیہ السّلام جب روح قبض فرمائیں گے، تو کیسی حالت ہوگی؟ اور کیا مُنکَر نکیر کے سوالوں کے جوابات دینے کی طاقت وہمّت ہے؟ روزِ محشر کی سختیوں پر غور کرے، کہ کیا پل صِراط کو آسانی سے پار کرلے گا یا ''ھَاوِیَہ'' میں گر جائے گا؟ اس کے دل میں ان معاملات کی یاد ہمیشہ آتی رہے اور اس سے قرار وسُکون چھن جائے، تو ایسے جذبات کے جوش اور ان مَصائب وآلام پر رونے کا نام بیان ہے۔

جبکہ لوگوں کو ان (بیان کردہ) معاملات کی طرف توجہ دلانا اور ان کی کوتاہیوں پر انہیں تنبیہ کرتے ہوئے، ان کے عیبوں سے انہیں آگاہ کرنا اس طرح ہو کہ اجتماع میں بیٹھے لوگوں پر رِقّت طاری ہو اور یہ مَصائب وآفات (جو پیش آنے والے ہیں) انھیں افسردہ و غمزدہ کردیں، تاکہ جہاں تک ہوسکے وہ اپنے برباد شدہ وقت پر افسوس کریں اور (نیکیوں میں خوب اضافہ کرکے) اس کی تلافی کریں۔ اور جو دن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں بسر کیے، ان پر خوب حسرت وپشیمانی کا اظہار کریں۔ اس طریقے پر جامع کلام کو وعظ کہا جاتا ہے۔ مثلاً اگر دریا میں طغیانی ہو اور سیلاب کا رخ کسی کے گھر کی طرف ہو، اور اتفاق سے وہ اپنے اہل خانہ سمیت گھر میں موجود ہو، یقیناً تُو یہی کہے گا بچو! جلدی کرو! ان خطرناک لہروں سے بچنے کی کوشش کرو! اور کیا تیرا دل یہ چاہے گا، کہ اس نازک وپُرخطر موقع پر صاحبِ خانہ کو پُرتکلُّف عبارات، تَصَنُّع وبناوٹ سے بھرپور نِکات اور اشارے سے خبر دے؟ ظاہر ہے تُو ایسا کبھی نہیں چاہے گا۔ (اور نہ ہی ایسی نادانی اور بے وقوفی کا مظاہرہ کرے گا) پس یہی حال واعِظ ومُبلِّغ کا

ہے۔ اسے بھی چاہیے کہ وہ ان باتوں یعنی پُر تکلُّف عبارات اور تَصَنُّع و بناوٹ سے پرہیز کرے۔

دوسری بات : وعظ و بیان کرنے میں ہرگز تیری نیّت اور خواہش یہ نہ ہو کہ لوگوں میں واہ واہ کے نعرے بلند ہوں۔ اور وجد کی کیفیت ان پر طاری ہو۔ اور وہ گریباں چاک کر دیں۔ اور ہر طرف یہ شور ہو کہ کیسی اچھی محفل ہے۔ کیونکہ (اس خواہش کا دل میں پیدا ہونا) دنیا کی طرف جھکاؤ اور ریاکاری کی علامت ہے۔ اور یہ چیز حق سے غافل ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ ہونا تو یہ چاہیے کہ تیرا عزم و ارادہ یہ ہو کہ (تُو اپنے وعظ و بیان کے ذریعے) لوگوں کو دنیا سے آخرت کی طرف راغب کرے، گناہوں سے نیکیوں کی طرف، حرص و لالچ سے زہد و بے رغبتی کی طرف، بخل و کنجوسی سے سخاوت کی طرف، غرور سے تقوٰی و پرہیز گاری کی طرف، (ریاکاری سے اِخلاص کی طرف، تکبر سے عاجزی و انکساری کی طرف، غفلت سے بیداری کی طرف) مائل کرنے کی کوشش کرے۔ ان کے دلوں میں آخرت کی محبت پیدا کر کے دنیا کو ان کی نظروں میں قابل نفرت بنا دے۔ اور انہیں عبادت و زہد کے علم سے مالا مال کرے۔ کیونکہ انسان کی طبیعت میں اس بات کا غلَبہ ہے کہ وہ شریعت مطہَّرہ کی سیدھی راہ سے پھر کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کاموں اور بیہودہ عادات و اطوار میں جلد مشغول ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ان کے دلوں میں خوفِ خدا عزَّ وجلَّ اور تقوٰی و پرہیز گاری پیدا کر اور انہیں (وقتِ نزع اور قبر و آخرت میں) پیش آنے والے خطرات و مشکلات سے ہر ممکن ڈرانے کی کوشش کر، شاید ایسا کرنے سے ان کے ظاہری و باطنی مُعاملات میں تبدیلی رُونما ہو۔ اور وہ (سچّی توبہ کر کے) اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں شوق و رغبت کا مظاہرہ کریں۔ معصیت و نافرمانی سے بیزاری اختیار کریں (اور سنّتوں کے سانچے میں ڈھل جائیں) یہی وعظ و بیان کا طریقہ ہے۔ اور ہر وہ وعظ و بیان جس میں یہ خوبیاں نہ ہوں تو

وہ (وعظ و بیان) واعِظ و مُبلِّغ اور ہر سننے والے کے لیے وبال کا باعث ہے۔ بلکہ یہاں تک کہا گیا ہے کہ وہ (واعِظ و مُبلِّغ) مختلف رنگ بدلنے والا جن اور شیطان ہے۔ جو لوگوں کو سیدھی راہ سے دور کر کے انہیں ہلاکت و رسوائی، تباہی و بربادی کے گڑھے میں پھینک دیتا ہے۔ پس لوگوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے واعظ سے دور بھاگیں کیونکہ دین کو نقصان جتنا ایسے واعظ پہنچاتے ہیں اتنا شیطان بھی نہیں پہنچاتا۔ لہٰذا جسے قوت و طاقت حاصل ہو، اس پر یہ لازم اور ضروری ہے کہ وہ ایسے (فتنہ و فساد پھیلانے والے) واعظ کو (اگر ممکن ہو تو) مسلمانوں کے منبر سے نیچے اُتار دے، اور اسے ایسا (وعظ و بیان) کرنے سے (نہایت سختی سے) باز رکھے۔ کیوں کہ ایسا کرنا اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر یعنی نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا ہی ہے۔

اُمراء سے میل جول؟

تیسری نصیحت : جن کاموں سے تجھے دور رہنا ہے، ان میں سے تیسرا اَمر یہ ہے کہ تو اُمَراء و سلاطین سے میل جول نہ رکھے بلکہ ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ کیوں کہ ان کی طرف دیکھنا، ان کے پاس بیٹھنا، ان کی ہم نشینی اختیار کرنا بہت بڑی آفت و مصیبت ہے۔ اور اگر کبھی ان کے ساتھ مل بیٹھنے کا اتفاق ہو، تو ہرگز ہرگز ان کی تعریف و توصیف نہ کرنا۔ کیوں کہ جب کسی ظالم و فاسق کی تعریف کی جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے۔ اور جو ظالموں اور فاسقوں کی درازی عمر کی دعا کرتا ہے، گویا اس بات کو پسند کرتا ہے کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو۔

اُمراء کے تحفے یا شیطان کا وار؟

چوتھی نصیحت : منع کردہ اُمور میں سے آخری یہ ہے کہ اُمَراء سے کسی قسم کے تحائف و نذرانے قبول نہ کرے۔ اگرچہ یہ بات تیرے علم میں ہو کہ یہ حلال کی

کمائی سے پیش کیے گئے ہیں۔اس لیے کہ عطیات وتحائف میں سے کسی چیز کی طرف بھی دل کا مائل اور راغب ہونا اور اس کی لالچ وطمع رکھنا دین میں بگاڑ پیدا کرتا ہے۔(اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے) کہ ان کے لیے دل میں نرم گوشہ، ظلم میں تعاون اور طرفداری جیسے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔اور یہ سب کچھ دین میں بگاڑ وفساد ہی تو ہے۔اس کا کم سے کم نقصان یہ ہے کہ جب تُو ان کے تحائف ونذرانے قبول کرے گا اور ان کے منصب سے فائدہ اُٹھائے گا تو لازماً ان سے مُحبّت بھی کرنے لگے گا۔اور آدمی جس سے مُحبّت کرتا ہے، اس کی درازی عمر اور سلامتی و بقا بھی چاہنے لگتا ہے۔اور ظالم کی سلامتی وبقا کو پسند کرنا درحقیقت مخلوقِ خدا عزَّ وجلَّ پر ظلم وستم کرنا ہے۔اور یہ دنیا کو ویران وبرباد کرنے کے مترادف ہے۔تَو اس سے بڑھ کر دنیا وآخرت کے لیے کون سی چیز زیادہ نقصان دہ ہوسکتی ہے؟ خبردار! شیطان لعین ومردود کے فریب میں مت آنا۔اور نہ ہی ان لوگوں کے، جو کہتے ہیں کہ ان (اُمراء سے) درہم ودینار لے کر فقراء ومساکین میں تقسیم کرنا بہتر ہے کیونکہ یہ اپنا مال نافرمانی اور گناہوں کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔لہٰذا اسی مال کو غریب ونادار مسلمانوں پر خرچ کرنا اس سے کہیں بہتر ہے۔ حالانکہ شیطان ملعون اس وار سے نہ جانے کتنے لوگوں کو تباہ وبرباد کرچکا ہے۔اس بحث کو مزید دیگر آفتوں کی تفصیل کے ساتھ ہم نے ''اِحیاء العُلُوم'' میں ذکر کردیا ہے۔تفصیل کے لیے وہاں سے دیکھ لو۔

وہ چار چیزیں جن پر سختی سے عمل پیرا ہونا ہے، یہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق کا طریقہ

پانچویں نصیحت: ہر وہ معاملہ جو تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہو، وہ اس انداز واداب سے ہو، کہ اگر تیرا غلام وہ کام کرتا، تو تُو اس سے خوش ہو جاتا، اس پر ناراضگی اور غصّے کا اظہار نہیں کرتا۔اور جب تُو اپنے حکم کی خلاف ورزی پر، اپنے مجازی غلام سے راضی

نہیں ہوتا تو خدائے اَحکَمُ الحَاکِمِین عَزَّ وجلَّ کی حکم عدولی ونافرمانی سے اس کی رضا وخوشنودگی کیسے حاصل ہوگی؟ جبکہ وہ تیرا مالکِ حقیقی ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ کے بندوں سے تعلق کا طریقہ

چھٹی نصیحت: لوگوں سے تیرا سُلوک اس طرح ہو جیسا کہ تُو چاہتا کہ وہ تیرے ساتھ برتاؤ کریں۔ کیونکہ بندے کا ایمان اس وقت کامل ہوتا ہے، جب وہ تمام لوگوں کے لیے وہی کچھ پسند کرے، جو اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے۔

علم و مطالعہ کی نوعیت

ساتویں نصیحت: تجھے ایسے علم کا مطالعہ کرنا چاہیے جو تزکیہ نفس اور دل کی اصلاح کا باعث ہو۔ جیسے اگر تجھے پتہ چل جائے کہ میری عمر کا صرف ایک ہفتہ باقی ہے۔ تو یقیناً تُو ان ایّام کو فقہ ومُناظرہ، اُصول وکلام اور دیگر عُلُوم کے حُصول پر ہرگز صرف نہیں کرے گا۔ کیونکہ تجھے معلوم ہے کہ اب مذکورہ عُلُوم تجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ بلکہ تُو اپنے دل کی نگہداشت ونگرانی میں مشغول ہوجائے گا۔ ہر لمحہ اس بات کا امکان موجود ہے کہ اس میں انسان کی موت واقع ہوجائے۔

دُنیوی و اُخروی کامیابی و نجات کا مدنی نسخہ

اے لختِ جگر! نورِ نظر!

اب میری آخری بات غور سے سُن لے! اس میں خوب غور وفکر کر، اور اس پر عمل کر، یقیناً تیری نجات اور کامیابی کی صورت بن جائے گی۔ اگر تجھے یہ معلوم ہوجائے، کہ بادشاہِ وقت ایک ہفتہ کے بعد تجھ سے ملنے آرہا ہے۔ تو مجھے معلوم ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس عرصہ میں جہاں تیرا گمان ہو کہ بادشاہ کی نظر پڑسکتی ہے، اس کی اصلاح ودرستگی میں مشغول اور مصروف ہوجائے گا۔ مثلاً اپنے کپڑوں کو صاف اور سُتھرا رکھے گا۔ اپنے بدن کی دیکھ بھال اور

زیب وزینت پر خصوصی توجہ دے گا۔ گھر کی اِک اِک چیز کو صاف و آراستہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ اب تُو خوب سوچ اور سمجھ اور غور وفکر کر کہ میں نے کس جانب اشارہ کیا ہے۔ تُو تو بڑا سمجھدار اور فہیم ہے۔ اور عقل مند کے لیے تو اشارہ ہی کافی ہے۔ رسولوں کے تاجدار، غیبوں سے خبردار باذنِ پروردگار عزَّ وجلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مشکبار ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَاتِکُمْ

اللہ تعالیٰ تمھاری شکل وصورت اور تمھارے ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتا۔ وہ تو تمھارے دلوں اور تمھاری نیتوں پر نظر فرماتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب القناعۃ ج ۴ ص ۴۴۳ رقم الحدیث ۴۱۴۳ دارالمعرفۃ بیروت)

اگر تُو احوالِ قلب کے متعلق علم کا ارادہ رکھتا ہے تو ''احیاء العُلُوم'' اور ہماری دیگر تصانیف کا مطالعہ کر۔ کیونکہ کیفیاتِ قلب سے آ گاہی حاصل کرنا تو فرضِ عین ہے۔ جبکہ دیگر عُلُوم کا حُصول فرضِ کفایہ ہے۔ مگر اس قدر علم حاصل کرنا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض واَحکام کو کامل و بہتر اور اچھے طریقے سے سرانجام دیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ تمھیں یہ علم حاصل کرنے کی توفیقِ رفیق مرحمت فرمائے۔

حرص و طمع سے دوری

آٹھویں نصیحت: دنیاوی ساز وسامان میں سے اتنا مال وزر اپنے پاس جمع رکھ، جو تیرے لیے ایک سال کے اخراجات وضرویات کے لیے کافی ہو۔ جیسا کہ محبوبِ ربِّ العزَّت، قاسمِ نعمت، مالکِ جنّت، عزَّ وجلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم اپنی بعض ازواجِ مطہّرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے لیے ایسا ہی کرتے۔ اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم یہ دعا فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ قُوْتَ آلِ مُحَمَّدٍ کَفَافاً

اے اللہ! (عزَّ وجلّ) آلِ محمد (رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین و صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) کی روزی اتنی رکھ جتنی انہیں ضرورت ہو۔ (صحیح مسلم: کتاب الزھد والرقائق ص ۱۵۸۸ رقم الحدیث ۲۹۶۹ دار ابن حزم بیروت)۔

نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے لیے ایسا انتظام نہیں فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ ان میں سے جو یہ ضرورت محسوس فرماتیں صرف ان کے لیے یہ اہتمام ہوتا۔ اور جو یقین کے اعلیٰ درجے پر فائز تھیں، ان کے لئے ایک آدھ دن سے زیادہ کا انتظام کبھی نہ فرماتے۔

دعائے خاص

پیارے بیٹے!

میں نے اس رسالہ نما مکتوب میں تیرے سوالوں کے جوابات لکھ دیئے ہیں۔ اب ان پر سختی سے عمل شروع کردے اور مجھے اپنی نیک دعاؤں میں مت بھولنا۔

تو نے دُعا کے متعلق مجھ سے پوچھا ہے، تو کتبِ صحاح دُعاؤں سے مالا مال ہیں۔ وہاں سے اپنے لیے کسی دُعا کا انتخاب کرلو۔ (بہرحال) ایک دُعا لکھ دیتا ہوں اسے اپنے قیمتی لمحات میں پڑھنا۔ خصوصاً ہر نماز کے بعد ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا مانگنا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنَ النِّعْمَةِ تَمَامَهَا وَمِنَ الْعِصْمَةِ دَوَامَهَا وَمِنَ الرَّحْمَةِ شُمُوْلَهَا وَمِنَ الْعَافِيَةِ حُصُوْلَهَا وَمِنَ الْعَيْشِ اَرْغَدَهُ وَمِنَ الْعُمرِ اَسْعَدَهُ وَمِنَ الْاِحْسَانِ اَتَمَّهُ وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَعَمَّهُ وَمِنَ الْفَضْلِ اَعْذَبَهُ وَمِنَ اللُّطْفِ اَقْرَبَهُ اَللّٰھُمَّ كُنْ لَنَا وَلَاتَكُنْ عَلَيْنَا اَللّٰھُمَّ اخْتِمْ بِالسَّعَادَةِ آجَالَنَا وَحَقِّقْ بِالزِّيَادَةِ آمَالَنَا وَ اقْرِنْ بِالْعَافِيَةِ غُدُوَّنَا وَ آصَالَنَا وَاجْعَلْ اِلٰى رَحْمَتِكَ مَصِيْرَنَا وَمَآلَنَا وَاصْبُبْ سِجَالَ عَفْوِكَ عَلٰى ذُنُوْبِنَا وَمُنَّ عَلَيْنَا بِاِصْلَاحِ عُيُوْبِنَا وَ اجْعَلِ التَّقْوٰى زَادَنَا وَفِىْ دِيْنِكَ اجْتِهَادَنَا وَعَلَيْكَ

تَوَکُّلُنَا وَ اِعْتِمَادُنَا اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰی نَھْجِ الْاِسْتِقَامَۃِ وَ اَعِذْنَا فِی الدُّنْیَا مِنْ مُوْجِبَاتِ النَّدَامَۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَ خَفِّفْ عَنَّا ثِقْلَ الْاَوْزَارِ وَ ارْزُقْنَا عِیْشَۃَ الْاَبْرَارِ وَ اکْفِنَا وَ اصْرِفْ عَنَّا شَرَّ الْاَشْرَارِ وَ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَ رِقَابَ آبَائِنَا وَ اُمَّھَاوَاخَوَاتِنَا وَ مَشَایِخِنَا مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا کَرِیْمُ یَا سَتَّارُ یَا حَلِیْمُ یَا جَبَّارُ یَااللّٰہُ یَااللّٰہُ یَااللّٰہُ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَ یَا اَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ وَیَا آخِرَ الْاٰخِرِیْنَ وَیَا ذَاالْقُوَّۃِ الْمَتِیْنَ وَیَا رَاحِمَ الْمَسَاکِیْنَ وَیَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ

اے اللہ عزّ وجلّ ! مجھے نعمت کاملہ عطا فرما۔ مجھے دائمی عصمت عطا کر۔ مجھے ایسی رحمت عطا فرما جو میرے تمام اُمور و معاملات کو شامل ہو۔ وہ خیر و عافیت عطا فرما جو ہمیشہ مجھے حاصل رہے۔ خوشحال زندگی عطا فرما۔ سعادتوں سے لبریز عمرِ طویل عطا فرما۔ کامل و مکمل احسان عطا فرما...... اپنے خصوصی انعام و اکرام سے نواز دے...... اپنا فضل و کرم عطا فرما......
یااللہ عزّ وجلّ ! میں ایسے لطف و کرم کا سوالی ہوں .... جو مجھے تیری بارگاہ کے مزید قریب کر دے۔ اے اللہ عزّ وجلّ ! ہمیں فائدے عطا فرما۔ ہر نقصان سے محفوظ و مامون رکھ..... ہمیں سعادت و عافیت کی موت عطا ہو۔ ہماری اُمیدیں پوری فرما۔ بلکہ امیدوں سے بڑھ کر عطا فرما۔ ہماری صبح و شام کو عافیت سے ہم کنار فرما۔ ہمارا انجام و اختتام اپنی رحمت کی جانب فرما۔ ہمارے گناہوں کی سیاہی پر اپنی مغفرت کی بارش برسا دے ہمارے عیبوں کو معاف فرما کر ہم پر احسان فرما۔ تقوٰی و پرہیز گاری ہمارا زادِراہ بنادے ہماری ہر کوشش و محنت اپنے دین کی سر بلندی کے لیے قبول فرما۔ تجھی پر ہی ہمارا بھروسا اور تیری ہی ذات پر ہمارا توکُّل ہو۔
اے اللہ عزّ وجلّ ! ہمیں استقامت پر ثابت قدم رکھ۔ ہر ایسے افعال و اعمال سے بچالے جو بروزِ حشر شرمندگی کا باعث ہوں۔ گناہوں کا بوجھ ہلکا فرما۔ نیک لوگوں جیسی زندگی عطا

فرما۔ اپنے سوا کسی کا محتاج نہ کرنا۔ بُرے لوگوں کے شر سے بچا لے۔ اے اللہ عزّ وجل! ہمیں ہمارے آباؤ اجداد کو... ہماری ماؤں، بہنوں کو اور ہمارے مشائخ کرام علیھم الرضوان کو جہنّم کی آگ سے محفوظ فرما۔ اے ہر غالب پر غالب آنے والے!....اے گناہوں کو معاف کرنے والے!..اے لطف و کرم فرمانے والے!....اے عیبوں کو چھپانے والے!....اے تحمل و بردباری کرنے والے!....اے عظمت و بزرگی والے!...اے اللہ!...اے مالک!...اے مولیٰ!....اے رحم فرمانے والے!..اے مہربانی فرمانے والے. اے ہر اوّل سے پہلے!..اے ہر آخر کے بعد موجود رہنے والے!.اے طاقت و قوّت والے!....اے مسکینوں پر عنایتیں کرنے والے!... اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والے!...کوئی معبود نہیں تیرے سوا.... پاکی ہے تجھے ....بے شک میں گناہ گاروں میں سے ہوں۔

﴿وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

مآخذ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
۱	الفردوس بماثور الخطاب	ابوشجاع شیرویہ بن شہردار دیلمی
۲	الکفایۃ فی علم الروایۃ	ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی
۳	سنن الترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
۴	فتح الباری	ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی
۵	صحیح البخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری
۶	مسند امام احمد بن حنبل	امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل شیبانی
۷	صحیح مسلم	امام ابوالحسین بن حجاج قشیری
۸	تذکرۃ الحفاظ	علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی
۹	حلیۃ الاولیاء	امام ابونُعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی
۱۰	سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید
۱۱	احیاء العلوم	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی

ہماری مطبوعات

۱۔ ایمان کی پہچان (تمہید ایمان)

۲۔ معاشی ترقی کا راز (تدبیر فلاح ونجات وصلاح)

۳۔ امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ سے انٹرویو (اظہار الحق الجلی)

۴۔ ولایت کا آسان راستہ (الیاقوتۃ الواسطۃ)

۵۔ کرنسی نوٹ کے شرعی احکام (کفل الفقیہ الفاھم)

۶۔ فیضان احیاء العلوم (احیاء العلوم)

۷۔ جنتی دروازہ (فتاوی اہلسنت)

۸۔ کامیابی کا راز (فتاوی اہلسنت)

۹۔ فتاوی اہلسنت (سلسلہ وار)

۱۰۔ راہ علم (تعلیم المتعلم طریق التعلم)

۱۱۔ زبدۃ الفکر (نخبۃ الفکر)

۱۲۔ حق و باطل کا فرق (المصباح الجدید)

۱۳۔ احکام شریعت میں عرف کی اہمیت (نشر العرف فی بناء بعض الاحکام علی العرف)

۱۴۔ ثبوت ہلال کے طریقے (طرق اثبات ہلال)

۱۵۔ حقیقت

۱۶۔ تحقیقات (اوّل)

۱۷۔ طلاق کے آسان مسائل

۱۸۔ کتاب العقائد

۱۹۔ اسلام جو مجدد (سندھی)

۲۰۔ اربعین حنفیہ

۲۱۔ گلدستۂ عقائد واعمال

۲۲۔ عورتیں اور مزارات کی حاضری

عربی مطبوعات

١-- الفضل الموهبي في معنى إذا صح الحديث فهو مذهبي

٢-- الزمزمة القمرية في الذب عن الخمرية.

٣-- إقامة القيامة على طاعن القيام لنبي التهامة.

٤-- تمهيد الايمان بآيات القرآن

٥-- الاجازات المتينه لعلماء بكة و المدينة

٦-- كفل الف •قيه الفاهم فى احكام قرطاس الدراهم

٧-- الدعوة الي الفكر

٨-- الأربعين للنووي

٩-- الرسائل الرضوية المجلد الاول

١٠-- الرسائل الرضويه المجلد الثانى